SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, January 21, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past three in the afternoon with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ
مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۗ وَاَمْلٰى لَهُمْ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ
كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ۔ فَكَيْفَ اِذَا
تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ
وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ۔

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے (لگے ہوئے) ہیں۔ بے شک جو لوگ پیٹھ پھیر کر پیچھے (کفر کی طرف) لوٹ گئے اس کے بعد کہ ان پر ہدایت واضح ہو

چکی تھی شیطان نے انہیں (کفر کی طرف واپس پلٹنادھوکا دہی سے)اچھا کر کے دکھایا، اور انہیں (دنیا میں)طویل زندگی کی امید دلائی۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے ان لوگوں سے کہا جو اللہ کی نازل کردہ کتاب کو ناپسند کرتے تھے کہ ہم بعض امور میں تمہاری پیروی کریں گےاور اللہ ان کے خفیہ مشورہ کرنے کو خوب جانتا ہے۔ پھر (اس وقت ان کا حشر) کیسا ہو گا جب فرشتے ان کی جان (اس حال میں) نکالیں گے کہ ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر ضربیں لگاتے ہوں گے؟ یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اس (روش) کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرتی ہے اور انہوں نے اس کی رضا کو ناپسند کیا تو اس نے ان کے (جملہ) اعمال اکارت کر دیئے۔

(سورۃ محمد: آیات 24 تا28)

Questions and Answers

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Talha Mahmood sahib, anyone on his behalf.

جی زاہد صاحب سوال نمبر پڑھ لیجیے۔

Senator Muhammad Zahid Khan: Question No. 169.

169. *Senator Muhammad Talha Mahmood: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the number of persons appointed in Sui Northern Gas Pipelines Limited during the last three years with year-wise and province-wise break up; and

(b) the procedure adopted for appointment of the said persons?

Syed Naveed Qamar: (a)

S.No.	Name of Province	01-07-06 to 30-06-07	01-07-07 to 30-06-08	01-07-08 to 30-06-09	01-07-06 to 30-06-07	01-07-07 to 30-06-08	1-07-08 to 30-06-09
			Executive			Subordinate	
1	AJK-	-	-	-	-	5	-

2	Balochistan	–	–	–	5	–	–
3	FATA	–	4	–	2	4	–
4	NWFP	2	17	5	–	22	
5	Punjab	14	74	23	32	335	15
6	Sindh (R)	–	1	–	1	1	–
7	Sindh (U)	–	2	–	–	2	–
	Total	16	98	28	40	369	15
	Grand Total		142			424	

(b) SNGPL provides for opportunity for both internal & external candidates and its recruitment policy is based upon a transparent and merit based selection process followed by an advertisement in the combined edition of the National Papers published from all the provinces *i.e.* Punjab, Sindh, NWFP and Balochistan, short listing of eligible candidates as per criteria and competitive Test/interview.

Mr. Chairman: Any supplementary? Zahid Khan sahib.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! میرا سپلیمنٹری سوال ہے کہ اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ یہ جو تین سال ہیں 2009 to 2007 اس دوران میں سوئی ناردرن گیس کمپنی میں کتنے لوگوں کی recruitment کی گئی ہے، اس کا جو حساب کتاب بتایا گیا ہے وہ میں ذرا پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! 01-07-2006 سے 30-06-2007 تک کی اگر آپ لسٹ دیکھیں تو یہ official ہے۔ اس میں AJK میں کوئی نہیں ہے، بلوچستان میں کوئی نہیں ہے، فاٹا میں کوئی نہیں ہے، ہمارے صوبے سے دو ہیں، پنجاب سے 14 ہیں، سندھ rural کوئی نہیں ہے، سندھ اربن سے کوئی نہیں ہے۔ یہ total 16 posts ہیں جس میں 14 پنجاب سے ہیں۔ پھر آپ دوسرا دیکھیں، یہ بھی official ہے، یہ 2007 سے 2008 تک ہے، اس میں AJK سے کوئی نہیں، بلوچستان سے کوئی نہیں، فاٹا سے 4، ہمارے صوبے کے 17، پنجاب 74، سندھ rural 1 اور 2 اربن سندھ۔ یہ total

98 ہیں، 98 میں 74 پنجاب سے ہیں۔ آگے ایک اور category ہے، یہ 2008 to 2009 ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: سوال کرلیں آپ تو تفصیل بتارہے ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! میں یہ پڑھ کر سوال کروں گا۔

جناب چیئرمین: سب کو معلوم ہے، یہ questions تمام ممبران کے سامنے رکھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! یہ دیکھیں ایک میں total 142 officially recruit ہوئے جس میں کہ 98 پنجاب سے ہیں۔

Mr. Chairman: What is your question?

سینیٹر محمد زاہد خان: دوسرے 369 subordinate ہیں، اس میں 335 پنجاب سے ہیں۔ میرا مقصد ہے کہ یہ کوٹے کے لحاظ سے پورا کیا گیا تھا اور اگر نہیں کیا گیا تو یہ ظلم کیوں ہوا ہے اور آگے اس کا ازالہ کیسے کرنا ہے؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سید نوید قمر (وفاقی وزیر برائے پٹرولیم و قدرتی وسائل): Thank you Mr. Chairman. میں معزز رکن کی اس بات سے بالکل agree کرتا ہوں کہ یہ بالکل out sided recruitment ہوئی ہے نہ صرف ان سالوں میں بلکہ اگر ہم دیکھیں کہ پچھلے سالوں میں بھی، particularly چھوٹے صوبوں کا issue یہی ہوتا ہے کہ ان کو وہ opportunities نہیں دی جاتیں جو کہ ان کا due right ہے۔ میں یہ ضرور commit کرسکتا ہوں۔ سوئی نادرن میں اتنی recruitment دیکھی ہے اور کوئی چار ہزار سے زیادہ لوگ وہاں reinstate بھی ہوئے ہیں۔ اس وقت اس لحاظ سے recruitment بند ہے لیکن جب بھی کھلے گی تو نہ صرف اس کمپنی میں بلکہ باقی تمام کمپنیاں جو ہماری وزارت کے تحت آتی ہیں اس میں ہم بالکل اس چیز کا خیال رکھیں گے۔ نہ صرف کوٹے کا خیال رکھیں گے بلکہ affirmative action دیکھیں گے کہ جہاں لوگ under

represented ہیں تو ان کو کوٹے سے بڑھ کراسامیاں دی جائیں تا کہ یہ disbalancing ختم ہو سکے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر عبدالمالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ کیا ہم اس کمپنی کا نام تبدیل نہیں کرسکتے ہیں۔ سوئی سدرن گیس کمپنی کی بجائے اس کا کوئی اور نام رکھیں کیونکہ اس وقت 566 let me clarify ملازمین میں سے صرف پانچ بلوچستان کے ہیں۔ گزشتہ پانچ چھ مہینے سے پانچ سو بگٹی نوجوان سوئی گیس دفتر کے سامنے احتجاج کر رہے ہیں اور میں ایک بات اور نوید صاحب آپ کو بتاتا چلوں کہ آپ کے پاس سوئی سدرن میں دو بگٹی لوگ ہیں، مجھے انہوں نے صبح ٹیلیفون کیا تھا کہ چھ مہینے سے وہ کام کر رہے ہیں ان کو ابھی تک آرڈر نہیں ملے جبکہ باقی سب لوگوں کو دیئے گئے ہیں۔ خدارا! اس کا نام تو تبدیل کردیں تا کہ ہمیں کچھ سکون تو مل سکے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی نوید صاحب۔

سید نوید قمر: پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سوئی ناردرن کمپنی ہے، سوئی سدرن نہیں ہے۔ پاکستان میں جہاں سے بھی گیس آئے گی وہ سوئی کے نام سے ہی پہچانی جائے گی۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ چاہے سندھ سے گیس نکلے، پشتون خواہ سے نکلے تو اس کو ہم سوئی گیس ہی کہیں گے لیکن یہ جو سوئی ناردرن کمپنی ہے یہ صوبہ پنجاب، صوبہ پشتون خواہ آزاد کشمیر کو operate کرتی ہے۔ سندھ اور بلوچستان میں سوئی سدرن گیس کمپنی operate کرتی ہے، ایک زمانے میں یہ split اس طرح سے ہو گیا تھا۔ باقی جہاں تک specifically بات ہے کہ جو لوگ کام کر رہے ہیں، جن کو آرڈر نہیں ملے تو I will make sure کہ that is corrected.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: میں اسی پر عرض کرنا چاہتا ہوں figures سب کے سامنے ہیں، تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ Officers حضرات 142 total ہیں اور ذیلی عملہ 424 ہیں۔ یہ 566 total بنتے ہیں ۔صوبہ سندھ کے صرف سات افراد ہیں ۔ 566 میں سے صرف سات افراد ہیں۔ ہمارا کوٹہ انیس فیصد ہے، 110 کے لگ بھگ سندھ کے بندے ہونے چاہییں ۔ کیا وزیر موصوف ہمیں کوئی یقین دہانی کرائیں گے کہ کتنے دنوں میں اس زیادتی کا ازالہ ہوگا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی نوید صاحب۔

سید نوید قمر: میں ایک چیز clarify کردوں کہ ہماری جو gas transmission distribution companies ہیں وہ clear cut divided ہیں۔ ایک وہ کمپنی ہے جو صرف سندھ اور بلوچستان کو cater کرتی ہے اور ایک وہ کمپنی ہے جو صرف پنجاب، پشتون خواہ اور آزاد کشمیر کو cover کرتی ہے۔ جیسے سوئی سدرن گیس کمپنی میں سندھ اور بلوچستان کے لوگوں کا صرف حق بنتا ہے اور باقی لوگ technical positions پر کہیں کہیں آسکتے ہیں اور اسی طرح سے سوئی ناردرن گیس کمپنی میں ان areas کا حق بنتا ہے جہاں پر وہ operate کرتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ کہنا کہ سندھ کو سوئی ناردرن میں کوٹہ دیا جائے یا پنجاب کو سوئی سدرن میں دیا جائے.is not fair

جناب چیئرمین: عباس خان صاحب۔

سینیٹر عباس خان: میرا وزیر صاحب سے سوال ہے کہ کوہاٹ میں ابھی جو فیلڈز کھلے ہیں اس میں لوگ contract پر کام کر رہے ہیں۔ ابھی نئی بھرتیاں آرہی ہیں سندھ میں، پنجاب میں اور دوسری جگہوں میں، وہاں صوبہ سرحد کے جتنے بھی لوگ ہیں وہ contract پر کام کر رہے ہیں۔ میری وزیر موصوف سے request ہے کہ جو اسامیاں آرہی ہیں ان پر ان ہی لوگوں کو regular کیا جائے کیونکہ وہ لوگ پانچ پانچ سال سے وہاں کام کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ ایک suggestion ہے رکن کی طرف سے۔

سید نوید قمر: Sir, I totally agree بلکہ ہماری تو پالیسی یہ ہے کہ by and large جو لوگ سالہا سال سے contract پر ہوتے ہیں ان سب کو regularize کیا جائے۔ ہم نے آتے ہی amongst the first decisions that we took was this one باقی جن areas کی وہ بات کر رہے ہیں وہ private multinational companies ہیں، وہ اپنے حساب سے چلتی ہیں ان کو بھی ہم advise ضرور کرسکتے ہیں کہ ایک تو وہ locally recruit کریں اور ان کو regular basis پر رکھیں۔

جناب چیئرمین: حافظ رشید صاحب! جی میں نے دیکھ لیا ہے جو ہاتھ پہلے اٹھا ہے وہ پہلے ہو گا۔ جی حافظ صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین صاحب، میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ فہرست میں جو مختلف کیٹیگری میں افراد کی تعداد دی گئی ہے یہ 566 ہے۔ اس میں فاٹا کے صرف دس بندے ہیں۔ یہ کم کیوں ہیں اور انہیں زیادہ کرنے کی کوئی تجویز زیر غور ہے۔

جناب چیئرمین: وہ تو تفصیل آچکی ہے جواب میں اور وزیر صاحب بھی بتا چکے ہیں۔ جی مندوخیل صاحب آپ کا سوال کیا ہے۔ نوید قمر صاحب پھر ان کی تسلی کے لیے جواب دے دیں۔ مندوخیل صاحب! جواب کے بعد آپ کی باری ہے۔

سید نوید قمر: میں گزارش کر چکا ہوں کہ جو under represented areas ہیں ہم وہاں local recruitment کو encourage کرتے ہیں۔ جہاں پر کمپنی کام کرتی ہے وہیں کے لوگ ہوں گے۔

جناب چیئرمین: جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میرے سوال کا جواب تو اسی میں ہو چکا ہے لیکن مکمل نہیں ہے۔ ہمارے نفوس کی جو کمی ہوئی ہے اور ہمارے صوبے سے جو لیے ہیں وہ کل پانچ افراد ہیں، اس کمی کا آپ کس طرح مداوا کریں گے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے مندوخیل صاحب اس کا جواب آچکا ہے۔ جی نوید قمر۔ let the other say something and Minister Sahib is very clear in his answers. He is not at all vague and ambiguous. جی نوید صاحب۔

سید نوید قمر: میں گزارش کر چکا ہوں کہ جی ہاں سندھ اور بلوچستان کے نمبر ویسے بھی کم نظر آئیں گے۔ کمپنی ان areas میں operate کرتی ہے جو کہ Northern part of the country ہیں اور جو کمپنی south میں operate کرتی ہے اس میں ہم وہاں North کے لوگوں کو نہیں آنے دیں گے اور کوشش کریں گے کہ وہ representation صحیح ہو اور North میں جو ان کا حق بنتا ہے وہ ان کو ملے۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: مجھے اسی پر تو اعتراض ہے۔ نوید قمر صاحب میرے لیے بہت قابل احترام ہیں، اگر سوئی سدرن میں بھی پنجاب زیادہ نہیں ہے اور وہاں سندھ اور بلوچستان زیادہ ہے، میرے پاس Statistics ہیں میں کل آپ کو دے دوں گا۔ اگر وہاں بھی سندھ اور بلوچستان underemployed نہیں ہے تو پھر کیا ہوگا۔

جناب چیئرمین: آپ Call Attention Notice دے دیجئیے گا۔ جی۔

سید نوید قمر: میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ وہاں جن لوگوں کا حق ہے ان کی representation بڑھانے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: جی بلور صاحب last question پوچھ لیں۔ جی very specific

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب میں honourable Minister سے with due respect پوچھتا ہوں کہ 2009 میں پندرہ لوگ بھرتی ہوئے ہیں اور پندرہ کے پندرہ پنجاب سے ہوئے ہیں۔ یہ سوئی ناردرن ہے اس میں ہمارے صوبے کا بھی حق ہے۔ اگر اس میں بلوچستان نہیں ہے تو ہمارے صوبے کا بھی تو حق ہے یا یہ سب آپ پنجاب ہی کو دے دیں گے۔ آپ سندھی ہوتے ہوئے بھی سب کچھ پنجاب کو ہی دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی نوید قمر صاحب۔

سید نوید قمر: میں نے پہلے ہی سوال کے جواب میں یہ گزارش کی تھی کہ میں یہ بات بالکل قبول کرتا ہوں کہ یہ زیادتی ہوئی ہے، یہ تو بہت سارے لوگ تھے، میں نے کافی orders cancel کیے ہیں تب بھی اتنے رہ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ Next question No.170. Mr. Talaha Mehmood Sahib.

170. *Senator Muhammad Talha Mahmood: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the profit earned or loss suffered by the Sui Northern Gas pipelines Limited during the last three years with year wise break up?

Syed Naveed Qamar: The year wise profit earned by Sui Northern Gas Pipelines Limited during last three years is as follows:—

Year ending 30th June	Profit after tax (Rs. Million)
2009	931
2008	2,497
2007	2,678

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ہارون خان: جی محترم وزیر سے میرا یہ سوال ہے کہ یہ جو distribution companies ہیں ان کو جو گیس ملتی ہے اس کی قیمت it is called the well-head price, it depends on the oil prices in the international market. پچھلے ڈیڑھ دو سالوں میں گیس کے tariff دوگنا سے زیادہ ہوگئے ہیں اور ہم نے یہ دیکھا ہے کہ as a layman oil prices 147 dollars per barrel سے نیچے گریں 35 اور 36 dollar per barrel اور اب 75-80 dollars پر ہیں۔ Recently, consumer کو کوئی break نہیں دی گئی بلکہ 18% prices اور بڑھا دی گئی ہیں۔ Consumers کو یہ oil prices جو نیچے گری ہیں، اس کی break کیوں نہیں دی گئی؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Sir, that is not true. The fact of the matter is

پچھلے دنوں ضرور prices increase ہوئی ہیں لیکن اس سے پہلے والے round میں prices decrease ہوئی تھیں۔

There was a 9% decrease and I think about 18% increase. So while it is OGRA that determines the price based on the well-head prices, definitely, it does fluctuate up or down depending on how the international oil prices go up or down.

سینیٹر ہارون خان: جناب! یہ جو distribution companies ہیں they are sitting on a lot of money. ان کے expenses بہت زیادہ ہیں، اس پر ہم squeeze نہیں کرتے، ان کو 17% return دیتے ہیں and the consumer has to suffer for that. They must look into that.

جناب چیئرمین: جی طاہر مشہدی صاحب۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman, thank you very much. My question to the honourable Minister is that the profit earned by SNGPL during 2008 is Rs.2,497 million and during 2009 is Rs.931 million, in spite of this huge profit, what steps has the honourable Minister or his ministry taken to reinstate the sacked employees. Why Sui Northern Gas has been dragging their feet and have they paid them all their money from their own profit, why are they demanding money from the Ministry of Finance to reinstate the people?

Mr. Chairman: But Mashhadi sahib, I think this is a fresh question.

Syed Naveed Qamar: But anyway, I will answer that. Sir, as I have said in an answer to one of the supplementary questions earlier, close to 4,000 people have been reinstated in Sui Northern as well as a similar number in Sui Southern. So, it is not a fact that they have not been reinstated.

Secondly, in the case of Sui Northern, their salaries are also now being paid from the budget of Sui Northern Company and not

from the Government. As and when the arrears will become due, they will be paid.

جناب چیئرمین: جی ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میرا question exactly اس سے ملتا جلتا تو نہیں ہے لیکن بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں، دیکھیں question پر رہیے، ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب! ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے، میں منسٹر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اور شاید ان کو پتا ہوگا، میں اس لیے پوچھ رہا ہوں۔ بات یہ ہے کہ آج کل ملک میں bitumen کا بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ نیشنل ریفائنری اور پاکستان ریفائنری دونوں نے اس کو stock کیا ہوا ہے اور اس کی prices بلاوجہ بڑھی ہیں۔ جب 150 dollars per barrel تیل کی قیمت تھی، اس وقت یہ 48 thousand something تھا، اب انہوں نے پچھلے دنوں بلاوجہ قیمتیں بھی بڑھا دی ہیں 56,000 پر پہنچا دیا ہے bitumen کو۔ دوسرا انہوں نے stock کیا ہوا ہے، یہ ایک monopolistic system میں کام کر رہے ہیں۔ ان کو اس کے بارے میں اگر پتا ہے تو بتادیں کہ اس سلسلے میں وہ کیا کارروائی کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Sir, it is true that there is a shortage of bitumen in the country as the construction of roads etc. has increased quite a bit. We are aware of it. There is no monopoly per se but as the refineries become more and more efficient, they produce less and less bitumen. So, some of it may have to be imported from abroad.

جناب چیئرمین: جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ I would like to ask the honourable Minister کہ چونکہ سوئی ناردرن کے profits پر بات ہو رہی ہے اور سوئی ناردرن کی privatization کی بات بھی چلتی رہتی ہے، انہوں نے کیا اپنی assets کی revaluation کروائی

ہے؟ اگر نہیں کروائی تو کیا ارادہ ہے کیونکہ obviously جو ہماری original national cost تھی ان assets کے اوپر، آج کی current evaluation اس کی کئی گنا زیادہ ہے۔ اگر privatization حکومت کا ہدف تھا اور اب بھی ہوگا، تو اس کے حوالے سے بھی کیا کوئی programme ہے اس کی revaluation کروانے کا اور اگر ہے تو کب تک؟

Syed Naveed Qamar: Sir, first of all, I can state very categorically that Sui Northern Gas Company is not on the privatization list that is currently being entertained by the Government. So, there is no question of their being under sold.

As far as the revaluation of its assets is concerned, because it is a listed company, this kind of a process does take place from time to time. But I am not of course, aware of what at the last time it was done.

جناب چیئرمین: سلیم سیف اللہ صاحب! آخری سوال۔

Senator Saleem Saifullah Khan: Mr. Chairman, thank you. My supplementary question is very relevant and it relates to this particular question. Why in two years the profit has become 1/3rd of what it was two years ago?

Syed Naveed Qamar: Thank you sir. That is a fact that net profit of the company has been going down despite the fact that the gross profit of the Company in the same period has been going up. For example, if you compare 2007, the gross profit was 13.409 billion, which was increased to 17.596 billion. However, the net profits have dropped drastically to only 931 million because OGRA has raised the UFG which they deduct from the profits of the company which is actually the total amount of losses that the company suffers on account of gas that is lost as well as theft and so on which put the pressure on the company to improve its performance and to cut on these losses.

جناب چیئرمین: جی حافظ رشید صاحب! سوال نمبر پڑھ لیں۔

173. *Senator Hafiz Rashid Ahmad: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to supply natural gas to FATA, if so, the details thereof?

Syed Naveed Qamar: No.

جناب چیئرمین: کوئی supplementary ہے؟

سینیٹر حافظ رشید احمد: جی۔ میں نے پوچھا ہے کہ وزیر برائے پٹرولیم وقدرتی وسائل بیان فرمائیں گے کہ حکومت فاٹا کو قدرتی گیس فراہم کرنے کی کسی تجویز پر غور کر رہی ہے، اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیل کیا ہے۔ جناب چیئرمین! تفصیل تو آپ کے سامنے ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا فاٹا پاکستان میں نہیں ہے؟ کیا ہم پاکستان کے شہری نہیں ہیں؟ کیا ہم افغانستان کے شہری ہیں؟ ہم کہاں سے تعلق رکھتے ہیں؟ ادھر لکھا ہوا ہے 'جی نہیں'، تو آخر ہمارا قصور کیا ہے؟ جناب وزیر صاحب ہمارا قصور بتائیں۔

سید نوید قمر: جناب! اس سوال کا simple answer یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ فاٹا کے ساتھ اس حد تک زیادتی ہوئی ہے کہ وہاں ابھی تک کوئی ایسی scheme نہیں آئی لیکن یہ بھی درست ہے کہ چونکہ یہ سب سے far flung areas ہیں پاکستان کے جیسا کہ گلگت بلتستان وغیرہ اور جتنے اور دور دراز علاقے ہیں وہاں بھی ابھی تک یہ سہولت نہیں پہنچی، یہ network پہنچنے میں کچھ وقت ضرور لگے گا لیکن انشاءاللہ with the passage of time we will correct that.

سینیٹر حافظ رشید احمد: کتنے time میں ہو جائے گا۔

سید نوید قمر: اب ٹائم تو میں نہیں دے سکتا۔

جناب چیئرمین: مولانا شیرانی صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں محترم وزیر صاحب سے یہ جاننے کی کوشش کروں گا کہ کیا یہ صحیح ہے کہ مرحومہ بے نظیر صاحبہ کے زمانے میں گیس پلانٹ قلعہ

سیف اللہ اور ژوب دونوں میں نصب ہوئے تھے، پھر ختم کیے گئے۔ پھر گوادر کے موقع پر مشرف صاحب نے گیس پلانٹ لگانے کا اعلان کیا لیکن اس پر اب تک عمل نہیں ہوا ہے، کیوں؟

سید نوید قمر: جناب چیئرمین! یہ بات درست ہے کہ یہ اعلانات ضرور ہوئے ہیں بلکہ install بھی ہوئے تھے لیکن وہ صحیح طرح سے چل نہیں سکے۔ اس وقت بجائے لمبی pipelines بچھانے کے، جس پر اربوں ڈالرز کے اخراجات آتے ہیں، حکومت یہ پالیسی ضرور encourage کر رہی ہے کہ town gas یا LPG کے mix conversion کے distribution networks بنا دیں۔ انشاء اللہ، مولانا صاحب کے area میں بھی اور تمام دوسرے دور دراز علاقوں میں ہم اس کو ضرور introduce کرائیں گے۔

جناب چیئرمین: بنگش صاحب۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہاں پر آپ اگر دیکھیں تو Gurgori اور Makori کوہاٹ ڈویژن کے بہت بڑے gas fields ہیں، فاٹا کا تو انہوں نے ذکر کیا لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ Kohat district سے تعلق رکھنے والے areas تک، ابھی تک ان کی distribution جو قریب ترین مضافات کے علاقے ہیں وہاں تک نہیں ہو سکی جبکہ پنجاب تک یہ پہنچ چکی ہے۔ یہ سوئی گیس والا مسئلہ یہاں بھی بنے گا کہ سوئی میں چولہے نہیں جلتے تھے اور پاکستان کے کارخانے سوئی گیس سے چلتے تھے۔ یہاں پر بھی وہی discrimination ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے، جواب آجاتا ہے۔

سید نوید قمر: جناب والا! میں یہ گزارش کروں کہ کوہاٹ میں تو ابھی گیس نکلنی شروع ہی نہیں ہوئی تو کوہاٹ کے دیہات میں pipeline network کیسے بچھا دیا گیا، اگلے سوال کا جواب یہ آرہا ہے کہ ایک بھی کنواں تب تک نہیں کھودنے دیتے جب تک کئی دیہات کو گیس پہنچا نہیں دی جاتی۔ سوئی والے تو ابھی تک رو رہے ہیں کہ ان کے پاس گیس نہیں پہنچی۔ آپ لوگوں کے پاس تو گیس نکلنے سے پہلے network پہنچ رہا ہے۔ There is no comparison between the two situations.

Mr. Chairman: Next Question No. 174 of Hafiz Rashid Ahmad.

174. ***Senator Hafiz Rashid Ahmad:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the work on Gurgori and Makori gas-fields has been stopped, if so, its reasons; and

(b) the daily production of oil and gas in the said fields?

Syed Naveed Qamar: (a) No. The work was temporally stopped due to law & order situation. It has now resumed.

(b) The daily production of oil and gas from said fields as on 16th December 2009 are as under:—

Facility	Gas (MMcfd)	Oil/Cond. (bbl/day)
Manazali CPF	170	3500
Gurgari Plant	37	400
Makori Plant	12	900

Mr. Chairman: Any Supplementary?

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب والا! میں نے پوچھا تھا کہ وزیر برائے پٹرولیم و قدرتی وسائل بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ درست ہے کہ Gurgori and Makori gas fields پر کام بند کر دیا گیا؟ اگر ایسا ہے، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ امن عامہ کی وجہ سے کام عارضی طور پر روک دیا گیا تھا- اب اس پر دوبارہ کام شروع ہو گیا ہے، تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب صورتحال تھوڑی سی صحیح ہو گئی ہے یا وہی حالت ہے- ان حالات میں کس طرح کام شروع ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب-

سید نوید قمر: جناب چیئرمین! میں اس بات کو کم از کم آپ کے سامنے پیش کر سکتا ہوں کہ اس وقت صورتحال بہتر ہے۔ ایک وقت تو ایسا تھا کہ جب اس پوری processing facility کو ہی take over کر لیا گیا تھا اور تمام کی تمام گیس وہاں سے بند ہو گئی تھی۔ ماشاءاللہ اب نہ صرف وہاں بلکہ ایک روڈ جو block تھا وہ بھی کھول دیا گیا ہے۔ کل سے وہاں پر کام شروع ہو گیا، انشاءاللہ 30 to 40 mmcft additional gas ایک ہفتے میں وہاں سے ملنے کی توقع ہے لیکن میں یہ ضرور گزارش کروں گا اپنے ان تمام معزز ممبران سے جو کہ اس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں کہ please یہ آپ کا اپنا asset ہے۔ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں تاکہ ہم نہ صرف یہ کہ باقی ملک کو پہنچائیں بلکہ اس علاقے کو بھی gas maximum amount میں shortest possible time میں پہنچا سکیں۔

جناب چیئرمین: پروفیسر ابراہیم خان صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! گیس اور تیل دونوں کا ذکر ہے اس لیے مجھے اجازت دیں کہ میں دونوں کے بارے میں پوچھوں۔

جناب چیئرمین: جی جی پوچھیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: گیس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ 219 mmcft daily production ہو رہی ہے ۔ کرک کے لوگ بھی احتجاج پر مجبور ہیں اور بنوں adjacent district ہے، بنوں کے گرد فصیل کے اندر تو gas supply کی جا رہی ہے جبکہ اس کے ساتھ کے مضافات کو gas supply نہیں کی جا رہی۔ تیل کے بارے میں from 16th December, 2009 4800 barrel per day production ہے اور وہاں سے یہ سارا تیل خوشحال گڑھ کے پل سے آتا ہے۔ یہ پل انگریز کے زمانے کا بنا ہوا ہے۔ کیا حکومت وہاں پر دوسرا پل تعمیر نہیں کر سکتی؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سید نوید قمر: جناب والا! جہاں تک مضافات میں گیس دینے کی بات ہے تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ وہاں پر پہلے تو 36 villages کو approve کیا گیا تھا اور اس کے بعد اب further کئی اور دیہات اس list میں add کر دیے گئے ہیں۔ انشاءاللہ میرے خیال میں per

اس علاقے میں ہو گی، شاید پاکستان intense gasification of villages میں سب سے capita کے کسی اور علاقے میں نہ ہو۔ جہاں تک خوشحال گڑھ پل کا تعلق ہے، یہ ہماری اپنی بھی requirement ہے۔ میں نے وزیراعظم صاحب سے بھی یہ درخواست کی ہے کہ یا تو alternate bridge وہاں پر بنایا جائے یا اس کو reinforce کر کے expand کیا جائے۔

جناب چیئرمین: افراسیاب خٹک صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ جناب چیئرمین، ایک بات تو میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے بتانا چاہتا ہوں کہ اس پر رکا ہوا کام دو دفعہ میں نے شروع کروایا لیکن OGDCL والے اپنے وعدے پورے نہیں کرتے۔ چھتیس دیہاتوں کو ابھی تک گیس فراہم نہیں کی گئی۔ وزیر صاحب OGDCL کا کچھ کریں۔ دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ اس علاقے سے پٹرول کی پیداوار مسلسل بڑھ رہی ہے اور اب یہ تقریباً 5000 barrel daily پر پہنچ گئی ہے۔ وزیر صاحب بتانا پسند کریں گے کہ کیا اس علاقے میں oil refinery لگانے کا کوئی منصوبہ ہے؟

سید نوید قمر: جناب والا! میں بالکل شکر گزار ہوں نہ صرف خٹک صاحب کا، جناب اسفندیار ولی صاحب اور Chief Minister, Hoti Sahib کا، تینوں نے ہمارے ساتھ cooperate کیا in bringing the situation under control. I am once again grateful. جہاں تک یہ issue آیا تھا OGDCL نہیں تھا I am presuming he means SNGPL, because SNGPL نے ادھر gas supply کرنی ہے۔ SNGPL نے وہاں پر سامان بھی پہنچایا ہے اور اس وقت because I am personally monitoring it, that work has started in earnest and Insha Allah ہم کسی بھی طرح اس commitment سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ پہلے شاید ان کی commitment تھی، اب یہ میری commitment ہے۔ So, we will ensure that those villages will be supplied gas. جہاں تک refinery لگانے کا تعلق ہے first of all تو ابھی تک frankly this production is not enough to make it feasible to set up a refinery لیکن refineries کے لیے حکومت نے ایک policy دی ہوئی ہے۔ They will all be set up in the private

sector, so, if at all anybody is interested we will be more than happy to encourage in that case.

جناب چیئرمین: عباس خان صاحب۔

سینیٹر عباس خان: جس طرح انہوں نے کہا کہ ادھر گیس اور تیل کی تلاش کے لیے اور لوگ بھی لگے ہوئے ہیں، وہ کام کر رہے ہیں۔ میرے ذاتی گھر کے سامنے سے پنجاب کے لیے ایک مرتبہ پائپ گیا ہوا ہے، جیسے وزیر صاحب نے کہا کہ یہ بہت دور علاقے ہیں تو پہلے ہم نزدیک کے لیے کرتے ہیں کہ اس سے خرچہ کم ہوتا ہے۔ جناب والا! وہ پائپ ایک مرتبہ گزرا ہے اور پھر واپس آ کر کوہاٹ سیمنٹ فیکٹری کو گیس فراہم کی گئی ہے جبکہ ساتھ والے جتنے بھی دیہات ہیں ان میں سے کسی کو بھی گیس کی منظوری نہیں ہوئی ہے۔ میں نے صدر صاحب، وزیراعظم صاحب کو بھی کہا۔ یہ جواب دیں کہ کب تک ان علاقوں کو گیس فراہم کی جائے گی؟

جناب چیئرمین: آپ نے کہا کہ میں تو کچھ بتانا چاہتا ہوں، بتا دیجیے گا۔ I think its more of a suggestion.

Syed Naveed Qamar: Sir, Insha Allah we will do that.

جناب چیئرمین: جی سلیم سیف اللہ صاحب۔ quickly question کر لیں۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: میں مختصر بات کروں گا۔ وزیر صاحب سے پہلے تو سوال یہ ہے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ ملک میں سازشیں ہو رہی ہیں؟ اگر ہو رہی ہیں تو کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہاں کی development کے خلاف بھی ایک سازش ہو رہی ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب، any conspiracy against development.

Syed Naveed Qamar: Obviously every Pakistani would be firmly interested in making sure that even if there are conspiracies by enemies of Pakistan, then we will make sure that we will defeat them.

جناب چیئرمین: جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میرا سوال ان معلومات کے بارے میں ہے، میں جاننا چاہوں گا کہ gas and oil دونوں کے بارے میں جن تینوں fields کا آپ نے بتایا، جو کچھ آپ نے restore کیا ہے وہ annual average کے برابر ہے یا کہ اس سے کم ہے؟ کیا صورتحال ہے؟ annual average production of Gurgori and Makori آپ نے جو restore کیا ہے وہ annual average کے برابر ہے یا اس سے کم ہے۔

سید نوید قمر: جناب والا! اس وقت اس کا potential جو کہ immediately online آئے گا وہ 300 mmcft ہے۔ یہ اس وقت full production پر نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں نے کہا کہ work stop ہو گیا تھا، اب یہ بسم اللہ ہوا ہے so, we hope within a week's time another 30 to 40 mmcft will be added to this number and Insha Allah within a very short period of time ہم اس کو پورے 300 mmcft پر لے آئیں گے۔

جناب چیئرمین: جی بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں وزیر صاحب سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے انہوں نے فرمایا کہ refineries کے لیے private sector involvement will be appreciated. The private sector of Pakhtoonkhaw is very weak, to be very honest. There is no public sector investment at all in my Pakhtoonkhaw. So, if you can make a small refinery from public sector in my Pakhtoonkhaw area.

Mr. Chairman: Bilour Sahib, what is your question?

Senator Ilyas Ahmed Bilour: My question is that make a refinery in my Pakhtoonkhaw.

Syed Naveed Qamar: Sir, the fact of the matter is that refineries in the public sector have all been privatized. So, right now this entire sector almost except our share holding in PARCO, are all in the private sector.

جناب چیئرمین: مولانا شیرانی صاحب آپ کا last supplementary question. Then we will move to another question.

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں وزیر صاحب سے یہ جاننا چاہوں گا کہ Zargoon Field جو کوئٹہ کے قریب ہے، اس وقت اس کی کیا صورتحال ہے؟ دوسری بات یہ کہ اگر وہ فعال ہو جائے تو پھر gas سب سے پہلے ہمیں ملے گی یا کہیں اور چلی جائے گی۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سید نوید قمر: جناب والا! دوسرے سوال کا جواب تو زیادہ آسان ہے کہ انشاءاللہ بالکل آپ ہی کو ملے گی I do not have the details of the Zargoon field with me right now.

Mr. Chairman: Next Question No.175, Begum Najma Hamid Sahiba. Question number پڑھ لیجئے۔

175. *Senator Begum Najma Hameed: Will the Minister for Culture be pleased to state the province-wise total number of national heritage sites in the country with their locations and details thereof?

Minister for Culture: List of the national heritage sites in the country with their location in the provinces is at Annex-A as per detail given below:—

Province/Location	Category			Total
	I	II	III	
Baluchistan	07	08	14	29

N.W.F.P.	25	33	33	91
Sindh	50	52	27	129
Punjab	79	58	14	151
Gilgit Baltistan	1	1	–	2
Total	162	152	88	402

(Annexure has been placed on the table of the House as well as Library)

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Begum Najma Hameed: No supplementary? ابھی مجھے یہ اس وقت answer ملا ہے۔ میں study نہیں کر سکی۔

جناب چیئرمین: آپ supplementary نہیں پوچھنا چاہتیں۔ جی طاہر مشہدی صاحب سوال کر لیجئے۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Pakistan is blessed with 402 national heritage sites وہ جو زندہ قومیں ہوتی ہیں they are very proud of these sites. مگر یہ جو depleted and neglected condition میں ہیں، خاص کر ہمارے بلوچستان میں اور سندھ میں، جن کی بہت پرانی تاریخ ہے اور بہت پرانا کلچر ہے، بہت پرانا heritage ہے۔ میں honourable Minister سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ What steps are being taken to look after these national heritage sites which are very very important for our past and for our coming generations?

جناب چیئرمین: جی Minister Sahib.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ (وزیر ہاؤسنگ اینڈ ورکس): آپ کو جواب دیں گے جناب۔ 402 historical and archeological sites declare ہوئے ہیں under the protected antics Acts, 1975. Government of Pakistan نے ان کو declare کیا ہے۔ ہم نے ان کی province–wise detail بھی دے دی ہے اور اس کو

category-wise تقسیم بھی کر دیا ہے۔ Category one میں وہ ہیں جو monuments ہیں which fall in their present condition or historical or archeological value to maintain in permanent good repair condition. اس میں سے 7 کو UNESCO World Heritage declare کر چکا ہے۔ یہ ملک کے مختلف حصوں میں ہیں ۔ Detail-wise تو ہم نے یہ تقسیم دی ہے، اگر کوئی fresh question اس کے خرچے کے لیے ہے تو put کر دیں ہم جواب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یقیناً قومی ورثے کی نگہداشت اور اس کی حفاظت اچھی قوموں کا ایک خوشگوار فریضہ ہوا کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں پنجاب شیخوپورہ میں خاص کر شہنشاہ جہانگیر جسے شیخو کہا جاتا تھا، اس کے نام پر شیخوپورہ ہے۔ اس کا ایک قلعہ ہے اور اس کی ایک بنائی ہوئی شکار گاہ ہے جو world over famous ہے۔ وہ بڑی خستہ حالت میں ہے۔ کیا حکومت وقت کے پاس اس کی نگرانی کے لیے کوئی تجویز ہے ۔ وہ سارا ورثہ ضائع اور تباہ ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب! میں اس کو نوٹ کر لیتا ہوں اور next اگر Question put up ہوتا ہے تو جواب دے دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: جی بلور صاحب۔ بلور صاحب آپ یا زاہد صاحب سوال کر لیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: نہیں زاہد صاحب کر لیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: نہیں یہ کر لیں ۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں honourable Minister Sahib سے ۔۔۔

جناب چیئرمین: اسی لیے میں نے یہ بات کی۔ مجھے اندازہ تھا کہ آپ کا سوال آنے والا ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: .Thank you sir میں یہی request کرنا چاہتا تھا کہ ہمارے پختون خواہ کے علاقے میں جو heritages ہیں ان کو کافی ignore کیا گیا basically

ہے۔ Tourism Minister Sahib بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، culture کے جواب دے رہے ہیں ہاؤسنگ والے any how, لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ سب سے پرانی تہذیب ہمارے پختون خواہ سے ہی شروع ہوئی ہے اور اس کو ignore کیا گیا ہے۔ اس کو مہربانی کرکے ignore نہ کیا جائے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: ان کے مشورے پر انشا اللہ عمل درآمد کی کوشش کریں گے۔ Government is fair and sincere in this regard and also sincere ہے کہ جتنے ہمارے national heritages ہیں، جو monuments ہیں، جو sites ہیں ان کی protection اور ان کو مزید تباہی سے بچانے کے لیے حکومت اس پر کام کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ دوسروں کی مصیبت کیوں اٹھا رہے ہیں ۔ آپ کی اپنی مصیبتیں ہیں۔ آپ تو ہمیں ایک کمرہ الاٹ نہیں کر سکتے۔ اب بلوچستان میں جو heritage دی ہوئی ہیں ان تمام heritages کو لوٹا جا رہا ہے۔ چاکر fort ہے وہاں کا، لوگ وہاں کی مٹی اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ اب مجھے پتہ نہیں Minister sahib آپ کون سے heritage کو defend کر رہے ہیں؟ آپ نے 19 لکھے ہیں، آپ مجھے ایک کی مثال دے دیں۔

جناب چیئرمین: چلیئے جی جواب دے دیجئے ڈاکٹر مالک صاحب کا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: حکومت نے بلوچستان سے related 29 sites جو شاید فاضل ممبر کو بھی پوری طرح علم نہیں ہے، ہم ان کے علم میں لے آئے ہیں۔ Category-wise ہم نے ان کو تقسیم کر دیا ہے۔ ان کی conditions کو study کرکے ہم نے table پر رکھ دیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی تجاویز ہیں تو حکومت ان کو سننے کے لیے تیار ہے۔

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب آپ question کرنا چاہتے ہیں؟ جی کرلیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: آپ نے جو تفصیل دی ہے کہ اتنے sites ہیں۔ اس میں لورالائی کے نام بتائیں، سبی کے نام بتائیں، کوئٹہ کے نام بتائیں۔ پہلے لورالائی کے بتا دیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جہاں جہاں یہ exploration ہوئی ہے وہ اور جو officially declare ہو چکے ہیں، ان کے نام ہیں۔ اگر ہاؤس مجھے اجازت دیتا ہے تو میں ایک ایک نام لیتا جاتا ہوں۔

جناب چیئرمین: لکھے ہوئے ہیں، آپ نے supply کر دیئے ہیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: ہم نے supply کر دیئے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: یہاں نہیں ہیں جناب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: اگر ہاؤس کے پاس وقت ہے تو میں ابھی پڑھے دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بعد میں ان کو بتا دیجئے گا۔ Next Question Saleem Saifullah Sahib.

179. *Senator Saleem Saifullah Khan: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to. state:

(a) the number of persons working in OGDCL and other oil and gas companies under the administrative control of the Ministry with category−wise break up; and

(b) whether it is a fact that the said companies have recently increased the salary and allowances of their employees, if so, the details thereof?

Reply not received.

جناب چیئرمین: اس کا reply آگیا ہے؟

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جی ایک میری گزارش ہے۔ ایک تو پچھلے سوال میں لکھا ہے کہ Annexure has been placed on the table of the House. یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ 175 میں بھی جو written آیا ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ ، سلیم سیف اللہ صاحب آپ کا question number 179 ہے۔ Just come to your question.

Senator Saleem Saifullah Khan: I mean it has not been tabled, it should be corrected.

Mr. Chairman: It is available.

Senator Saleem Saifullah Khan: Tabled in the library.

جناب چیئرمین: جی ہاں Table of the House اور لائبریری میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اب آپ اپنا question 179 کیجئے۔ اس کا reply نہیں آیا ہے۔ اس کے بارے میں Minister Sahib سے ذرا پوچھیں۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: اگر reply نہیں آیا تو پھر اس کو defer کیا جائے۔

جناب چیئرمین: defer کر دیتے ہیں Thank you Salim Sahib. Very kind of you and very reasonable. I must say that. محمد زاہد خان صاحب۔ Question number پڑھ لیں۔

180. *Senator Muhammad Zahid Khan: Will the Minister for Culture be pleased to state:

(a) the steps taken by the Government for revival and preservation of historical sites in Rawalpindi District during the last two years; and

(b) the extent of funds spent on the preservation and development of Rawat Fort and Mankiala Stupa situated in District Rawalpindi during the last five years with year-wise breakup?

Minister for Culture: (a) The Department of Archaeology and Museums has protected 17 archaeological sites/historical

monuments which are: Mankiala Stupa, Nicholson Column, Sirkap Site, Kalawan Site, Giri Remains, Kos Minar on G.T. Road, Kos Minar near Golra Railway Station, Mohra Moradu Site; and Chirtope Site (Dharmarajika Stupa). The area is known as Babar Khan, Bhir Mound, Rewat Fort, Farud Gah-i-Shahan-e-Mughalia, Tank and Garden Wah, Losar Baoli, Bhelar, Tope or Stupa, Pharwala Fort.

For upkeep of these monuments, the Department has established a sub-regional office at Taxila, headed by a Deputy Director who is assisted by a curator, two Assistant curators, an Archaeological Conservator and two Conservation Assistants.

To preserve the historical and environmental settings of Taxila Valley, in 1982, the Federal Government had declared Taxila Valley as a Conservation Zone under Section 28 of Antiquities Act, 1975 thereby prohibiting mining, quarrying, excavating, blasting and other such operations.

The Department has also spent a sum of Rs. 300,000/- in 2007-08 for the eradication of termite in the Taxila Museum.

Since the normal regular budget was not sufficient, therefore a Development scheme, titled "Development and Restoration of Archaeological Sites and Monuments from Taxila to Swat" (Taxila Section) was launched in 2003-04 with a cost of Rs. 200.000 million, the work on which is still ongoing. Out of 17 protected sites and monuments, the scheme covers 11 in Rawalpindi District. During last two years, for the preservation/conservation, up-gradation visitors' facilities a sum of Rs.14.630 million has been incurred under the PSDP Project.

The remaining 6 sites, Farud Gah–i– Shahan–i–Mughalia (Wah Garden) and Losar Baoli are in good state. Also a separate PC–I, each for Pharwala Fort, two Kos Minar and Nicholson Column are under preparation;

(b) During the last five years an amount of Rs. 2.998 million, as detailed below, have been incurred on the preservation and restoration of Rewat Fort and Mankiala Stupa.

S. No.	Name	Expenditure incurred during the last five years					
		2004–05	2005–06	2006–07	2007–08	2008–09	Total
1	Mankiala Stupa	–	–	–	2.120	0.410	2.530
2	Rewat Fort	0.468	–	–	–	–	0.468
				Grand Total:–			2.998

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد زاہد خان: جی سپلیمنٹری جناب۔ Honourable Minister Sahib کی میں respect کرتا ہوں لیکن عطاالرحمٰن صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ یہ جو answer دیا گیا ہے کہ 2.53 million کی جو ٹوپہ اور منگالہ کی میں نے بات کی ہے اور رواٹ فورٹ کی میں نے بات کی ہے۔

جناب چیئرمین: اب آپ سوال کر لیجئے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: اس میں کھتے ہیں 2.53 million ایک خرچ ہوا ہے، 0468 اور خرچ ہوا ہے۔ میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر کیا کام کیا گیا ہے، ایک۔ دوسرا یہ کہ وہاں پر چوکیدار بھی موجود ہے کہ نہیں۔ تیسرا یہ کہ میری اطلاع کے مطابق یہ زمین non–persons کے قبضے میں ہے۔ تو کیا یہ قبضہ بھی ----

Mr.Chairman: One question at a time, please.

سینیٹر محمد زاہد خان: نہیں Sir یہ سارے تو اسی سے relatedہیں۔

جناب چیئرمین: جواب دے رہے ہیں .Minister Sahib ،Minister Sahib جواب دے دیجئے .Please

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: سوال revival اور اس کی preservation کا تھا۔ اس کا جواب ہے۔ اگر اس سے related کوئی supplementary question ہو تو اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: اسی سے ہے۔

Mr. Chairman: Is it a fresh question آپ کی نظر میں زاہد صاحب بول سکتے ہیں ماشاء اللہ۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ نے کہا ہے کہ میں نے وہاں یہ خرچ کیے۔ اس مد میں آپ نے وہاں کیا کام کیا ہے؟ ایک، دوسرا یہ کہ چوکیدار بھی ہے، servants وہاں ہیں جس کو کوئی تنخواہ مل رہی ہے کہ نہیں ہیں؟ تیسرا یہ کہ میری اطلاع کے مطابق اس زمین پر کئی غیر لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہ چیز میں کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کو علم نہیں ہے تو انہیں بعد میں بتا دیجئے گا۔

سینیٹر محمد زاہد خان: نہیں، بعد میں نہیں جناب اس کو committee کو refer کریں تاکہ دیکھا جائے کہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین: عطاالرحمٰن صاحب موجود ہیں۔ عطاالرحمٰن صاحب تو Tourism کے ہیں۔ جی کاکڑ صاحب جواب دیجئے پھر آپ۔ اگر آپ نے اپنے کندھوں پر سارے سوالات کا بوجھ اٹھایا ہے تو اب جواب بھی دیجئے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: گزارش یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ وہاں چوکیدار ہے یا نہیں۔ ہم یہ بھی چیک کر کے بتا دیں گے اور یہ کس چیز پر خرچہ ہوا ہے

2 something million ہے، یہ بھی بتا دیں گے کیونکہ پہلے سوال میں یہ چیز موجود نہیں تھی۔ next time اگر question آ گیا تو ہم جواب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: بنگش صاحب آپ نے کوئی سوال کرنا ہے Minister Sahib سے؟

سینیٹر عبدالنبی بنگش: نہیں جناب۔

Mr. Chairman: We come to the next question.

Please take your seat and Question زاہد خان صاحب کدھر چلے گئے ہیں آپ؟ number پڑھ لیجئے Please.

181. *Senator Muhammad Zahid Khan: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the details of CNG gas connections in tehsil Gujar Khan, Rawalpindi approved in April, 2007;and

(b) the details of such CNG stations given gas connections and the time by which remaining CNG stations will be connected with gas?

Syed Naveed Qamar: (a) As informed by SNGPL, no gas connection for any CNG station was approved in April, 2007.

(b) Not applicable.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد زاہد خان: Honourable Minister Sahib نے کہا ہے کہ جی وہاں پر ہم کوئی نئے connection نہیں دے رہے۔ میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک وہاں پر کتنے CNG stations کو connection دیا گیا ہے اور آپ کے پاس کتنی درخواستیں اور ہیں جو آپ سے connection مانگ رہے ہیں کیا آپ دے رہے ہیں یا نہیں دے رہے؟ تیسرا یہ کہ آپ کا criteria کیا ہے؟ کس طرح کی درخواست پر آپ connection دیتے ہیں؟

Syed Naveed Qamar: Sir the answer is that first of all on overall basis OGRA is not issuing licenses since long.

جو pending licenses ہیں ان کو over a period of time connections دیے جا رہے تھے۔ Specifically گوجر خان کا جو انہوں نے سوال پوچھا ہے، اس وقت وہاں 22 stations operative ہیں اور ایک ایسا license holder ہے جس کے پاس لائسنس تو ہے لیکن ابھی تک connection نہیں ملا۔ اس میں reason جو بھی دی گئی تھی لیکن میرا خیال ہے کہ I will ensure that this station also gets its connection forthwith.

جناب چیئرمین: ہمایوں خان صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: میں معزز وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کہا جاتا ہے پاکستان CNG conversion میں دنیا میں پہلے یا دوسرے نمبر پر ہے۔اس وقت جن لوگوں نے سی این جی سٹیشن لگائے ہوئے ہیں ان کے لیے incentive price wise بالکل ختم ہو گیا ہے یعنی پٹرول اور گیس کی قیمت تقریباً برابر ہو گئی ہے اور جو کھربوں روپے لوگوں نے اس میں لگائے ہیں ان کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا اور ان کا یہ سارا پیسہ ڈوب جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ ان کو gas supply بھی نہیں دے رہے تو اتنے زیادہ connections and CNG stations کی آپ نے اجازت کیوں دی ہے؟

سید نوید قمر: میرا خیال ہے کہ یہاں ایک contradiction ہے۔ The fact of the matter is that اگر profits نہ ہو رہے ہوتے تو لوگ ابھی تک pressure نہ ڈال رہے ہوتے کہ ہمیں further CNG gas connections دیے جائیں یا licenses دیے جائیں Fact of the matter is that there is still a lot of questions for making profit in CNG stations.

باقی جہاں تک گیس کا تعلق ہے it is a fact that there is shortage of gas in the country and we are not able to meet all the demand.

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب والا! ابھی جو انہوں نے گیس کی قیمتیں بڑھائی ہیں اس کی وجہ سے لوگوں کو نقصان ہو رہا ہے اور incentive ان کے لیے بالکل ختم ہو گیا ہے اور یہ سوال کمیٹی کو ریفر کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی۔ منسٹر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Sir, as I said, I don't agree at all.

یہ ضرور ہے کہ profitability کچھ squeeze ہوتی ہے لیکن gas prices بڑھتی ہیں تو سی این جی کی قیمتیں بھی accordingly بڑھا دیتے ہیں۔ I don't agree, this thing will again equalize itself over a period of time.

جناب چیئرمین: اگلا سوال۔ کرنل سید طاہر حسین مشہدی صاحب۔

182. *Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister for Housing and Works be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Pakistan HousingAuthority launched a housing scheme in Islamabad for low paid government employees about 10 years ago;

(b) whether it is also a fact that the said scheme has not been completed so far, if so, its reasons; and

(c) the time by which the said scheme will be completed?

Mr. Rahmatullah Kakar Advocate: (a) PHA did not launch any housing scheme in Islamabad for low paid Government employees 10 years ago. However, six housing schemes for General Public were launched in 1999 in Islamabad.

(b) Four (4) schemes have since been completed whereas two (2) schemes of I−11 are in progress.

(c) The under progress schemes of I−11 will be completed by the end of March 2010.

Mr. Chairman: Any supplementary.

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب والا! میرا ضمنی سوال معزز وزیر صاحب سے یہ ہے کہ اتنی دیر یعنی دس سال لگائے گئے اور صرف چار housing schemes

complete ہوئی ہیں، ابھی دو ہوئی ہی نہیں جبکہ دس سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے، کیا آج کل بھی آپ غریبوں کو یہی توجہ دے رہے ہیں یا has the honourable Minister taken steps to ensure کہ یہ سکیمیں جلدی سے مکمل ہو جائیں اور جو سکیمیں پہلے تیار ہوئی ہیں ان کو پانی، بجلی اور گیس کی ساری سہولتیں بھی مل جائیں جو کہ وہاں نہیں ہیں۔ شکریہ۔

سینیٹر رحمت اللہ کا کڑ ایڈووکیٹ: بڑا اچھا سوال ہے کیونکہ یہ میری اپنی منسٹری سے تعلق رکھتا ہے۔ 1999 میں جب جمہوری حکومت پر شب خون مارا گیا تو یہ پروجیکٹ رک گیا۔ وقفے وقفے سے یہ چلتا رہا ، درمیان میں ایک percentage according to the schedule, contractor کے لیے تھا وہ بھی اس کو پورا نہیں کر سکا۔ اس حکومت نے take over کرنے کے ساتھ ہی اس پورے پروجیکٹ کو take over کیا اور اس کو میں خود کئی مرتبہ visit کر چکا ہوں۔ اس میں total 59 towers تھے جن میں سے 37 ہم مکمل کر چکے ہیں۔ ایک سو چھ گھروں کی چابیاں لوگوں کو دے چکے ہیں، باقی لوگوں کو ہم offer letters and notices دے چکے ہیں کہ آ کر اپنا possession لے لیں اور اس میں گیس اور بجلی کے لیے دن رات کام ہو رہا ہے۔ یہ mostly B & C type quarters تھے۔ شکریہ۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب والا! میں ایک بڑی ضروری چیز جو محسوس کرتا ہوں اس کی طرف وزیر صاحب کی توجہ دلاتا ہوں۔ روات سے اگر اسلام آباد آئیں تو راستے میں ایک بورڈ 'پاکستان ٹاؤن' کا لگا ہوا ہے۔ یہ کسی housing society نے نام رکھا ہوا ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ نام پاکستان کی عزت میں کوئی اضافہ نہیں کرتا بلکہ humiliation and minimise کرتا ہے۔ تو وزیر صاحب اس ٹاؤن کا نام بدلوا کر کوئی دوسرا نام رکھوا دیا جائے پاکستان ٹاؤن نہ رہنے دیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب change of name کی بات ہو رہی ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کا کڑ ایڈووکیٹ: جناب والا! چونکہ یہ کسی private society کا نام لگ رہا ہے Ministry of Housing and Works کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور under the Societies Act ایسا لگ رہا ہے کہ یہ رجسٹرڈ ہوگا تو یہ میری وزارت سے related نہیں ہے اس لیے جو وزارت اس کو deal کرتی ہے وہ بہتر جواب دے سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے Registrar Cooperative Societies کو آپ خط لکھیں کہ he should take action accordingly تاکہ آپ کی apprehensions دور ہوں۔ اگلا سوال مشہدی صاحب۔

184. *Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the number of persons appointed in PSO during the financial years 2007-08 and 2008-09 with grade-wise and province-wise break up?

Syed Naveed Qamar:

2007/2008.

Grade	Sindh Rural	Sindh Urban	Punjab	Balochistan	NWFP	Total
IV	-	6	-	-	-	6
V	1	5	-	-	-	6
VI	2	14	11	1	2	30
VII	-	1	-	-	-	1
Sub: Total	3	26	11	1	2	43

2008/2009.

Grade	Sindh Rural	Sindh Urban	Punjab	Balochistan	NWFP	Total
IV	-	-	-	-	-	0

V	–	2	–	–	–	2
VI	–	8	–	–	1	9
VII	–	–	–	–	–	0
Sub:Total	0	10	0	0	1	11
Grand:Total	3	36	11	1	3	54

Mr. Chairman: Any supplementary.

Senator Col (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I appreciate the active role and the very active participation of the honourable Minister to get the reinstated employees back in PSO, my question is that why the PSO has not paid them arrears of pay for the last two years and what step is the honourable Minister taking to pay those people because ten years have passed, they are not from party or any party, they were the workers from Peoples Party and they have suffered a great deal in the last years. They have been without jobs, therefore, I request the honourable Minister to show the same grace that he has shown in the past and ensure that they get their dues as per the law.

Mr. Chairman: Alright. Thank you.

Syed Naveed Qamar: Sir, I do assure the honourable Member that as per law whatever are the dues or arrears that are to be given to these employees will be given forthwith.

Mr. Chairman: Mian Raza Rabbani.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, my question is twofold. One emanates from what the honourable Minister has said. We have been hearing this for a very long time that the arrears will be given forthwith, that forthwith still has not come and

almost a year has gone by. No.2. companies under the control of the honourable Minister are flouting name Sui Northern, continues to flout the ordinance and the Managing Director refuses to implement the ordinance in letter and spirit. My question is that will the Minister take any concrete steps to ensure that the M.D. Sui Northern Gas implements the ordinance. The third part of the same question is that this has been an ordinance now for a very long period of time, does the Government have any intention of making it a Bill and bringing it to Parliament.

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔ یہ ordinance lapse تو نہیں ہو گیا؟

سینیٹر میاں رضا ربانی: Sir, re promulgate ہوا ہے۔

Syed Naveed Qamar: Sir, first of all, I would like to assure the honourable Senator that I am, as he is personally aware, was a very much part of this whole campaign to get these people reinstated even before I took on the present position. I have been personally supervising not only the reinstatement within this Ministry but also making efforts that their reinstatement is done according to law and that has been revising and re-revising the orders issued to the employees concerned. So, I can assure the honourable Member that we will leave no stone unturned as far as the implementation of this ordinance is concerned in Sui Northern. There were certain issues regarding the board. The honourable Member is aware that we are going to change the composition of the Board so that the Government nominees should not be resisting the laws of the land in implementing them.

As far as the ordinance is concerned, I would be definitely more than happy to facilitate in whatever way but obviously it is up to the Minister for Law and Parliamentary

Affairs to move it in both the Houses and Insha-Allah, it will be passed.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! گزارش یہ ہے کہ جہاں بھی province-wise break up آتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ لکھا ہوا ہوتا ہے 0,1,0,1 یہ بلوچستان کے خانے کے سامنے ہمارا منہ چڑا رہا ہوتا ہے ۔ جناب! یہ ایک انتہائی تاریک پہلو ہے۔ میں یہاں پر موجود بلوچستان کے تمام بھائیوں سے یہ request کرتا ہوں کہ وہ روشن پہلو پر بھی نظر رکھیں اور روشن پہلو یہ ہے کہ کم از کم ہمارا نام بلوچستان تو آجاتا ہے، یہی ہمارے لیے کافی ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سید نوید قمر: یہ نمبرز جو دیے گئے ہیں یہ واقعی ایسا ہی reflect کررہے ہیں۔ اس چیز کو ہم بار بار یہاں agitate کرتے رہے ہیں لیکن وہ ابھی تک ہو رہی ہے۔ میں معزز رکن کو یہ assurance دینا چاہ رہا ہوں کہ and particularly members from Balochistan we hope جو step ہم نے لیا ہے اور آئندہ بھی لیں گے وہ اس چیز کے ازالے کے لیے ہو گا۔

جناب چیئرمین: جی بنگش صاحب۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: شاہد بگٹی کا یہ ظرف ہے کہ وہ serious چیز کو بھی مزاحیہ انداز میں بیان کر دیتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ جو figures یہاں نظر آرہے ہیں اور یہ اسی حکومت کے دور کے بتائے گئے ہیں یعنی 2007, 2008 and 2009 کے ہیں، وہ criterion کیا ہے جس کے تحت لوگوں کو PSO میں بھرتی کیا گیا؟ اس میں بلوچستان کے ساتھ بلاشبہ بہت ظلم ہے۔ اسی طرح پختون خواہ کے صرف تین ہیں۔ اس میں فاٹا کا ایک بندہ بھی نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سید نوید قمر: انہوں نے criterion کی بات کی ہے، جو بندہ بھرتی ہوا ہے مجھے پوچھنے پر پتا چلا ہے کہ وہ merit پر ہوا ہے

but I don't believe in that and I don't subscribe to that. I certainly feel that all the areas of the country should be well represented but

I don't believe in that and I don't subscribe to that. I certainly feel that all the areas of the country should be well represented.

میرے وقت میں نوکریوں پر بندش رہی ہے لیکن

as soon as we will start the recruitment, we will make sure that we take care of these demands.

جناب چیئرمین: جی صابر بلوچ صاحب۔

Senator Sabir Ali Baloch: Sir, I congratulate you for appointing one person from Balochistan but I don't think it is during your time. Will you please tell me that this one person was appointed from Balochistan before March or after the March?

Syed Naveed Qamar: Sir, during the time that I have taken over only two people have been appointed and one of them is from Balochistan.

Mr. Chairman: Yes, Saifullah sahib.

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! میرا سوال وزیر صاحب سے یہ ہے اور ہم سب کو اس بات کا علم ہے کہ اسلام آباد ہمارا دارالخلافہ ہے اور جتنے مرکزی ادارے ہیں ان کا ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں ہونا چاہیے۔ اگر OGDC کا ہیڈ کوارٹر یہاں ہو سکتا ہے تو پھر واپڈا، پی ایس او اور جو بے شمار ہمارے مرکزی دفاتر ہیں، کوئی لاہور میں ہے، کوئی کراچی میں ہے ان کے headquarters یہاں کیوں نہیں ہو سکتے؟ ان اداروں کے MDs کو بھی آئے دن سیکرٹری صاحب بلاتے رہتے ہیں تو ان کو بھی facilitate کرنے کے لیے آپ کب PSO کے headquarter کو اسلام آباد shift کر رہے ہیں؟

Syed Naveed Qamar: Sir, as the honourable member is very well aware, Karachi is a commercial and financial centre of the country. It has the port and most of the PSOs detailed network is throughout the country. Most of their purchasing takes place in Karachi that is why, the headquarter was set up in Karachi like most of the oil companies that exist in Pakistan except our OGDC

which is a public sector company and therefore, a deliberate decision was taken to set up its headquarter in Islamabad.

جناب چیئرمین: جی زاہد صاحب اگلا سوال۔

185. *Senator Muhammad Zahid Khan: Will the Minister for Housing and Works be pleased to state:

(a) whether it is a fact that retired government employees are entitled to retain the government accommodation allotted to them for six months after their retirement; and

(b) whether it is also a fact that retired government employees working on re−employment or contract basis are also entitled to retain the government accommodation for six months after the expiry of their re−employment or contract period, if so, its reasons?

Mr. Rahmatullah Kakar Advocate: (a) Yes, as per Rule 15(2) of Accommodation Allocation Rules (AAR), 2002, the retired government employees are entitled to retain the government accommodation for a period of six months after their retirement.

(b). Yes, as per Rule 15(2) of AAR−2002, the retired government employees working on re−employment or contract basis in government pay scales are also entitled to retain the government accommodation for six months after the expiry of their re−employment or contract period subject to the condition that they have not availed the facility earlier.

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر محمد زاہد خان: میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر لوگ چھ مہینے کے بعد گھر خالی نہیں کرتے تو ان کے خلاف آپ کیا action لیتے ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ

waiting list پر بیٹھے ہیں اور انتظار کر رہے ہیں کہ کب مکان خالی ہو گا اور وہ وہاں جائیں گے تو ان کو accommodate کرنے کے لیے آپ کے پاس کیا طریقہ کار ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جو ملازمین ریٹائر ہو جاتے ہیں وہ چھ مہینے تک اس گھر کو رکھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد اگر وہ خالی نہیں کرتے تو ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جاتی ہے۔ ہمارے سامنے مشکل یہ ہے کہ جن افراد کی نیت ٹھیک نہیں ہوتی وہ کورٹ سے stay لے لیتے ہیں اور سالہا سال تک یہ کیس چلتا رہتا ہے۔ اس بارے میں وزیراعظم صاحب بھی ایک کمیٹی بنا چکے ہیں جس میں IGP Islamabad, Ministry of Interior وغیرہ سب اس میں شامل ہیں اور وہ یہاں کے elected members کو بھی ساتھ ملا کر کوشش کر رہے ہیں کہ ان مکانات کو خالی کرایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر سعیدہ صاحبہ۔

Senator Saeeda Iqbal: Will the Minister for Housing and Works explain why so many people are living in those houses after their retirements and the deserving people are still on the waiting list whereas 30 Madrassas and about 40 clinics are being run in the Government houses.

Mr. Chairman: Yes Minister sahib.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب! کچھ جو سرکاری colonies ہیں ان کے اندر درس قرآن کے لیے ایک آدھ کوارٹر گزشتہ تیس، چالیس سال کے عرصے سے مختص ہے اگر اس ایوان کے معزز رکن اس بات سے متفق ہیں کہ درس قرآن کو روک دیا جائے اور اس کوارٹر کو کسی شخص کو دیا جائے تو یہ اس ہاؤس کا prerogative ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ clinics وغیرہ کھلے ہوئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ جس set up میں محترمہ کام کرتی رہی ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ میڈیکل شعبے سے تعلق نہیں رکھتیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب! یہ CDA کے ایک اعلیٰ عہدے پر رہی ہیں۔ انہی لوگوں نے اور پولیس نے ان گھروں پر قبضہ کیا ہوا ہے۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب چیئرمین! اس کمیٹی کے چیئرمین بنگش صاحب ہیں، اس کمیٹی میں انہوں نے خود مفتی محمود مدرسے دکھائے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: لفظ شاید مفتی محمود ٹھیک نہیں لگ رہا ہے ورنہ درس قرآن ہو رہا ہے اور درس قرآن کو ہم بند نہیں کرسکتے۔

جناب چیئرمین: جی سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: میں تھوڑا سا comment کرنا چاہوں گی کہ مدرسوں کے لیے مساجد بھی ہیں، وہ وہاں قائم ہوسکتے ہیں، ضروری نہیں ہے کہ وہ گھروں میں قائم کیے جائیں۔ دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ جو لوگ کورٹ میں چلے جاتے ہیں اور ان گھروں کا stay لے لیتے ہیں اور جو سرکاری وکلاء ان کی پیروی کرتے ہیں ان کی monitoring کا بھی کوئی سسٹم ہے کیونکہ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ وہ زیادہ دلچسپی سے پیروی نہیں کرتے اور سالہا سال مقدمے چلتے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: کوئی گھر مخصوص نہیں ہے کہ گھروں میں مدارس کھولے ہوئے ہیں۔ درس قرآن کے لیے گھروں میں بھی ایک کمرہ مخصوص کیا ہوتا ہے جہاں قاری صاحبان ہمارے بچوں کو درس قرآن دیتے ہیں۔ جہاں تک سول کورٹ سے stay کا تعلق ہے تو منسٹری اس پر بھرپور توجہ دے رہی ہے۔ اس کے لیے سٹینڈنگ کونسل بنائی گئی ہے اور باقاعدہ ان مقدمات کی پیروی ہوتی ہے۔ اس بارے میں سابقہ چیف جسٹس سپریم کورٹ کی خدمت میں خود حاضر ہوا تھا کہ منسٹری کو سنا جائے اور ex parte stay نہ دیا جائے۔ ہماری کوشش ہے کہ مکانات خالی کروائے جائیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر مالک صاحب آخری سوال۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: میں وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس سوال کا دو ٹوک جواب دے دیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہر آدمی کے گھر میں قرآن شریف کی تلاوت کی جاتی ہے۔ کیا واقعی چالیس گھروں میں جو رہنے کے لیے بنائے گئے تھے وہاں پر مدرسے بنائے گئے ہیں یا نہیں؟ اس کو گول کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: جناب والا! پورے اسلام آباد میں بھی شاید چالیس مدارس نہ ہوں ۔ کہاں گورنمنٹ کوارٹروں میں چالیس مدارس قائم ہو سکتے ہیں۔ یہ تو کوارٹر ہی ایک کمرے اور دو کمروں کے ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی بنگش صاحب، آخری سوال، اس کے بعد وقفہ سوالات ختم ہے۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: جناب والا! یہ میری کمیٹی سے متعلقہ ہے اور ڈاکٹر صاحبہ میری کمیٹی کی ممبر ہیں۔ ہم اس پر کام کر رہے ہیں no doubt کہ یہاں پر اسلام آباد پولیس نے قبضہ کر رکھا ہے اور جو مدرسوں کی بات ہے، ہم نے اپنی کمیٹی میں رولنگ دی ہے کہ کوئی بھی صحیح کام کسی غیر کی جائیداد پر قبضہ کر کے نہیں ہو سکتا، کوئی مدرسہ ہو، مسجد تک آپ نہیں بنا سکتے۔ ان چیزوں کو بھی ہم دیکھ رہے ہیں ۔ ایک بات معزز وزیر صاحب نے ابھی clear نہیں کی کہ Ministry of Justice and Law ہمارے ساتھ cooperate نہیں کر رہی۔

جناب چیئرمین: آپ ہاؤس کو report پیش کر دیں۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: میری آپ سے گزارش ہے کہ Interior Ministry and I.G. police.....

Mr. Chairman: Bangash sahib, according to the rule you submit the report and then action will be taken. Last question, Afrasiab Khattak صاحب کا ہے اس میں reply نہیں آیا۔ اس کو ڈیفر کر دیتے ہیں۔ There is no remaining question. Very good today. اب leave applications لے لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: ملک صلاح الدین ڈوگر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ اٹھارہ تا بائیس جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۹ تا ۲۲ جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: چوہدری شجاعت حسین صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۲، ۱۴ تا ۱۹ جنوری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد جہانگیر بدر صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۶ تا ۲۰ جنوری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سردار محمد جمال خان لغاری صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۲ تا ۱۵ جنوری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Now we come to item No. 3.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: پہلے legislative business کر لیں اس کے بعد point of order جی بخاری صاحب. legislative business

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: پوائنٹ آف آرڈر لے لیں۔

جناب چیئرمین: Points of order لے لیتے ہیں۔ حاجی محمد عدیل صاحب، جی فرمائیے۔ حاجی صاحب کے بعد دوسرے حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! کراچی میں ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے جس میں عوامی نیشنل پارٹی کے کئی ساتھی اور پختون شہید ہوئے ہیں۔ یہ مسلسل ہو رہا ہے، ان کی گاڑیوں کو جلایا جا رہا ہے، ان کے رکشوں کو جلایا جا رہا ہے، ان کی ٹیکسیوں کو جلایا جا رہا ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ کراچی میں نہ حکومت ہے، نہ پولیس ہے، نہ رینجرز ہیں۔ جتنا جی چاہے پختونوں کو قتل کیا جائے اور وہ خاموش تماشا دیکھتے رہیں۔

جناب چیئرمین: مولانا عطاالرحمان صاحب۔ زاہد صاحب آپ کیسے کھڑے ہیں you are totally violating the rules.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! اب کیا کیا جائے۔ ہر مرتبہ مارتے ہیں۔ اب ایک ہفتے سے کراچی میں یہ ہو رہا ہے کہ ان کی گاڑیاں جلائی جا رہی ہیں، ان کے ٹھیلے جلائے جا رہے ہیں، ان کے رکشے جلائے جا رہے ہیں، ان کی ٹیکسیاں جلائی جا رہی ہیں، ان کو قتل کیا جا رہا ہے، ان کو زخمی کیا جا رہا ہے۔ اس علاقے میں لاقانونیت ہے، کرفیو لگا دیا گیا ہے۔ پولیس اس علاقے میں جانے کی جرأت نہیں کرتی۔ یہ آخر کیا ہو رہا ہے؟ کراچی پر کون حکومت کر رہا ہے؟ کراچی کا کون والی وارث ہے؟ آخر کب تک پختون کراچی میں مرتے رہیں گے۔ نہ ان کو شناختی کارڈ دیئے جاتے ہیں، نہ ان کو ڈومیسائل ملتے ہیں، نہ ووٹرز لسٹ میں ان کے نام درج کئے جاتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ان کو قتل بھی کیا جا رہا ہے۔ آخر کیا بنے گا۔

Privilege Motion on Misbehave of Political Agent

جناب چیئرمین: جی ادریس خان صاحب۔

سینیٹر محمد ادریس خان صافی: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ ہمارے علاقے مہمند ایجنسی کے پولیٹیکل ایجنٹ نے میرے والد کے خلاف وارنٹ جاری کئے ہیں۔ میری قوم کے 72 بندے اس نے پکڑے ہوئے ہیں کہ آپ طالبان کے خلاف قومی لشکر بنائیں۔ جناب! میں نے بھی اس سے بات کی ہے، اس نے مجھے بھی دھمکیاں دی ہیں۔ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میرا مطالبہ ہے کہ اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے اور یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: لیڈر آف دی ہاؤس کہاں ہیں۔ بخاری صاحب آپ آگے بیٹھے رہا کریں۔ بخاری صاحب! یہ ادریس صاحب کا breach of privilege ہے۔ Referred to the concerned standing committee ٹھیک ہے جی۔ میاں رضا ربانی صاحب۔

Points of Order

Quick Implementation on Balochistan Package

سینیٹر میاں رضا ربانی: Sir, I will be very short. جناب! آپ کو یاد ہوگا کہ جب اجلاس شروع ہوا تھا تو اس وقت یہاں پر بلوچستان اور ایف سی کے حوالے سے بات ہوئی تھی۔ یہ بات درست طور پر کہی گئی تھی کہ ایک طرف آغاز حقوق بلوچستان حکومت نے دیا ہے اور دوسری طرف اس کی implementation میں رکاوٹیں آرہی ہیں۔ چونکہ میں اس سے وابستہ رہا ہوں اور اس وقت بھی میں نے یہ statement on the floor of the House دی تھی۔ آپ کے توسط سے میں نے یہ گزارش کی تھی کہ لیڈر آف دی ہاؤس جو یہاں پر وزیراعظم کی نمائندگی کرتے ہیں، وہ ان تک یہ بات پہنچا دیں کہ شاید کچھ ایسے عناصر موجود ہیں جو اس آغاز حقوق بلوچستان کو سبوتاژ کر رہے ہیں۔ آپ کے توسط سے Leader of the House کی attention چاہوں گا۔ آج چیف منسٹر بلوچستان کا کچھ اسی سے ملتا جلتا بیان شائع ہوا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور یہ میری ذمہ داری ہے کہ آپ کے ذریعے، اس ہاؤس کے توسط سے، لیڈر آف دی ہاؤس کے ذریعے سے میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ بات وزیراعظم صاحب تک پہنچے کہ جو آغاز حقوق بلوچستان موجودہ حکومت نے دیا ہے یہ جہاں beginning ہے وہاں پر یہ آخری ray of hope بھی، اگر اس ray of hope کو non implementation کی وجہ سے اس شمع کو خدانخواستہ گل کر دیا گیا تو جناب چیئرمین! trust deficit جو پہلے ہی موجود ہے وہ trust deficit اتنا بڑھ جائے گا کہ شاید پھر وفاق کے لیے ممکن نہیں ہوگا کہ اس trust deficit کو مکمل طور پر پورا کیا جائے۔ لہذا اس کو تاریخ کا حصہ بنانے کے لیے، ریکارڈ کا حصہ بنانے کے لیے میں یہ بات ایک بار پھر آپ کے توسط سے، چیف منسٹر بلوچستان کی statement کو سامنے رکھتے ہوئے، پھر وزیراعظم صاحب کو باور کروانا چاہتا ہوں کہ آغاز حقوق بلوچستان جو اس حکومت نے دیا ہے اس کی مکمل implementation ہونی چاہیے۔ اگر اس کو کوئی کالی بھیڑیں یا اگر اس کو کوئی عناصر سبوتاژ کرنے کی

کوشش کر رہے ہیں تو وہ درحقیقت وفاق کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ کم از کم اس حکومت کو اس چیز کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ حاجی لشکری صاحب۔

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: جناب چیئرمین! میں میاں صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اس بات پر زور دوں گا کہ جو اعلان ہوا تھا، میں آپ کے توسط سے، اس ایوان کے توسط سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ کیونکہ جن قوتوں نے ریاست کے اندر رہ کر پچھلی کئی دہائیوں سے ایک اپنی ریاست قائم کرنے کی کوشش کی ہے اور جن قوتوں نے جمہوری حکومتوں کو سازش کی وجہ سے ختم کرایا وہی قوتیں آج پھر سے سازش کر رہی ہیں۔ پچھلے دنوں خضدار میں ایک پر امن ریلی پر حملہ کر کے FC والوں نے دو نوجوانوں کو قتل کیا اور آج بھی وہ قوتیں سازش کر رہی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی سازش کو ناکام کرنے کے لیے اس package پر جلد از جلد فوری طور پر عمل ہونا چاہیے کیونکہ سازشی قوتیں چاہتی ہیں، کبھی کسی حوالے سے اور کبھی کسی حوالے سے اور کبھی میڈیا کے حوالے سے اس جمہوری حکومت کو نقصان پہنچائیں۔ میں اس ایوان کے توسط سے ان سازشی قوتوں کو جو عوامی حقوق کے راستے میں اپنی ٹانگ اڑائیں، جمہوری نظام کو نقصان پہنچائیں، جو وفاق کو نقصان پہنچائیں، میں خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد پھر کسی کو افسوس کرنے کا بھی موقع نہیں ہوگا۔ پھر ہم جب اپنے گھروں کو چلے جائیں گے، وفاق کی آواز اٹھانے والا، وفاق کی جنگ لڑنے والی قوتیں ان کا ساتھ نہیں دیں گی اور بڑا افسوس ہوگا۔ میں بھی اس طرح چاہتا ہوں میاں صاحب جس طریقے سے کہہ رہے ہیں کہ اس package پر جلد از جلد عمل ہونا چاہیے تا کہ سازشی عناصر اپنی سازشوں میں ناکام ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ طاہر مشہدی صاحب۔ صابر صاحب! میں نے آپ کا ہاتھ دیکھ لیا ہے، آپ کو باری کے مطابق موقع ملے گا۔ ذرا صبر کے ساتھ چلیے، سب کو انشاءاللہ تعالیٰ حق بات کرنے کا موقع ملے گا۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman.

سب سے پہلے تو آدمی درخواست ہی کر سکتا ہے، جج کے سامنے جا کر اپنا رونا ہی رو سکتا ہے۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ جی آپ لکھ دیا کریں۔ چار تاریخ کو میں نے 5 points of order لکھ کر Secretariat

میں دیے۔ دو ہفتوں میں مجھے ایک پر بولنے کا موقع دیا گیا۔ میں ایک بوڑھا اور بیمار آدمی ہوں، ہاتھ اوپر کر کر کے تھک گیا ہوں۔ جناب والا! جب آپ ایک مرتبہ کوئی حکم دیتے ہیں تو اس پر چلیں۔ ویسے بھی میں تو بہت کم بولتا ہوں، میں تو خاموشی سے بیٹھا رہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: کل تو میں موجود نہیں تھا لیکن پرسوں تو آپ نے point of order پیش کیا تھا۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب والا! I am very grateful کہ آج آپ نے مجھے chance دیا لیکن ابھی بھی میرے 04 points pending ہیں۔ اگر ایک یا دو ہی سن لیں گے تو بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب چیئرمین: ایک کی تو بسم اللہ کریں۔

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: میں بسم اللہ کرتا ہوں۔ شکریہ۔

Sir, I wish to draw the attention of the House on my point of order on a matter of utmost national interest. Sir, 18% increase in price of natural gas on all categories including homes and 12% increase in power rates of electricity.

یہ ہمیں تحفہ ملا ہے پہلی جنوری سے جبکہ ہم سے وعدہ کیا گیا تھا، ہمیں bed time stories بتائی گئی تھیں۔ ہمیں اسی سینیٹ میں on the floor of the House categorical statements دی گئی تھیں کہ 31st December کو all forms of load shedding will finish. مگر بجلی کی load shedding زیادہ ہوگئی ہے، rural areas میں 20 گھنٹے، شہروں میں 14 گھنٹوں تک ہو رہی ہے۔ ہماری industry تباہ ہوگئی ہے کیونکہ نہ گیس ہے، نہ بجلی ہے۔ ہمارے hospitals without electricity ہیں، ہماری مائیں cooking نہیں کر سکتیں، وہ اپنے بچوں کو دو نوالے نہیں کھلا سکتیں کیونکہ گیس کی اتنی load shedding ہو رہی ہے۔ The honourable Minister for Finance نے بھی warn کیا تھا کہ rental power units کی طرف نہ جائیں لیکن حکومت چلی گئی اور ہمیں good news ملی ہے کہ ہماری بجلی کی قیمت 45% بڑھائی جائے گی۔ اس کے علاوہ ہمیں good news یہ ملی ہے کہ اپریل میں بھی اس کے rates up کیے جائیں گے۔ پھر ہمیں good news یہ ملی ہے کہ جون، جولائی میں IMF کی

requirement ہے کہ مزید rate بڑھائے جائیں۔ یہ جو looters and hoarders of national wealth ہیں، یہ جو چینی اور آٹے کی ملوں کے مالک ہیں اور جو black marketing میں کمارہے ہیں، یہ جنہوں نے banks کے loans لے کر write-off کر لیے ہیں، یہ تو bills ادا کر سکتے ہیں مگر ہمارے پاکستان کے غریب عوام، sir, 98% of Pakistan آج مر رہا ہے، رو رہا ہے، پیٹ رہا ہے اور یہ جو prices of essential items اور کیا ہوتا ہے، ان کے دس دس کروڑ روپے، پانچ پانچ کروڑ روپے کے bills pending ہیں اور یہ جو KESC ہے یا Electricity Board ہے یا WAPDA ہے، ان کو کچھ نہیں کہتا لیکن اگر میرے کراچی، لاہور یا فیصل آباد کے کسی غریب کا بارہ روپے کا بل یا خضدار کے آدمی کا یا ادھر سے مکران کے آدمی کا یا بلیدہ کا کوئی آدمی ہو، اگر اس کا بارہ روپے یا پچیس روپے بل ہے تو اس کی بجلی کاٹی جاتی ہے۔ نہ ہمارے ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں، نہ ہمارے دیہاتوں میں کسی قسم کی بجلی پہنچ رہی ہے۔ جناب والا! کتنی دیر پاکستان کے عوام یہ ظلم سہیں گے اور کب جا کر ان کی شنوائی ہو گی۔ کب سنیں گے، کیا ہم ادھر چیختے چیختے ہی مر جائیں گے۔ شکریہ جناب والا۔

جناب چیئرمین: جی بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں نے پی آئی اے پر بات کرنی ہے لیکن ادھر وزیر صاحب تو ہیں ہی نہیں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنا point of order raise کرنا چاہتے ہیں تو اس میں وزیر کی ضرورت نہیں ہوتی rules میں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب والا! ہمارے ساتھ پی آئی اے والے سوتیلی ماں والا سلوک کر رہے ہیں۔ بندوق بھی ہماری طرف، پی آئی اے کا ناروا سلوک بھی ہمارے ساتھ، یہاں تک کہ کل دن کے تین، ساڑھے تین بجے نوشکی میں میرے گھر میں hand grenade پھینکا گیا ہے لیکن اس کے باوجود پی آئی اے نے دن میں ایک جہاز ہمیں کبھی نہیں دیا۔ کبھی چھوٹا جہاز ہے، کبھی بڑا جہاز ہے، کبھی صبح ہے، کبھی شام ہے اگر کوئی وزیر ہو یا کوئی اور اس کی ذمہ داری لے لے تو مہربانی ہو گی۔ اگر آپ مہربانی کریں تو اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیں تاکہ وہاں ہم سب اس کو دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ جی صابر علی بلوچ۔

Senator Sabir Ali Baloch: Thank you Mr. Chairman. Sir, I have point of order of a national interest. There was a news in the newspaper today by Abdul Hafiz Pirzada, a former Federal Minister and a very renowned lawyer of this country. He has said that courts can call the army.

یہ ایک انتہائی نازک مسئلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عبدالحفیظ پیرزادہ جیسے لائق وکیل اور ایک ایسا شخص جو ہمیشہ Supreme Court میں خود پیش ہوتا ہے، اس کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ democratic Government کے خلاف سازش کرے۔ It is absolutely a conspiracy against the democratic and an elected Peoples’ Party’s Government اور اس کے بڑے دور رس نتائج نکلیں گے اور خراب نتائج نکلیں گے۔ یہ statement دے کر وہ اداروں کا ٹکراؤ چاہتے ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ حکومت، عدلیہ اور آرمی کے درمیان کوئی ٹکراؤ پیدا ہوجائے۔ میں ہاؤس سے اور جناب چیئرمین! آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس معاملے کو بڑا seriously لیا جائے اور اس کو condemn کیا جائے۔ Not only the House بلکہ Supreme Court کو بھی اس کا notice لینا چاہیے کہ آئین کی کونسی دفعہ کے تحت یہ حق حاصل ہے کہ سپریم کورٹ آرمی کو کسی بات میں بلا سکتی ہے۔ This is the job of Government سپریم کورٹ جو بھی بات کرتی ہے یہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ سپریم کورٹ کے احکامات کو دیکھے اور صدر صاحب اور پرائم منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ جب بھی سپریم کورٹ کی طرف سے کوئی بات آتی ہے تو ہم اس کو accordingly لیں گے۔ I condemn , I condemn .The statement of Abdul Hafeez Pirzada.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ راجہ ظفرالحق صاحب۔ اس کے بعد خورشید صاحب۔

Statemant of American Secretary of State in India.

سینیٹر راجہ ظفرالحق: جناب چیئرمین! امریکہ کے وزیر دفاع جو پہلے کوئی ڈیڑھ سو کے قریب ارکان کے وفد کے ساتھ انڈیا گئے اور وہاں پر انہوں نے کئی دن تک مذاکرات کیے اور آپ کو پتا ہے کہ انڈیا اور U.S ایک strategic partnership میں بھی ہیں اور امریکہ نے انڈیا کو سول نیوکلیئر cooperation بھی دی ہوئی ہے۔ بظاہر تو ہمارے ساتھ ایک War Against

Terrorism میں United States partner ہے لیکن بسا اوقات ان کے بیانات سے، ان کے طرز عمل سے ایک تصویر کا دوسرا رخ سامنے آتا ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ انڈیا میں ------

جناب چیئرمین: ڈاکٹر سعیدہ صاحبہ پلیز ذرا آہستہ بات کیجئے اگر آپ نے بات کرنی بھی ہے۔ آپ کی آواز یہاں تک آرہی ہے۔ حافظ رشید صاحب آپ ذرا متوجہ ہوں۔ جب آپ بات کرتے ہیں تو راجہ ظفر الحق صاحب اور سب سنتے ہیں۔ راجہ صاحب کی بھی بات سنیں۔ Courtesy demands that. جی راجہ صاحب۔

سینیٹر راجہ ظفر الحق: انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں انڈیا کے لیڈرز سے مذاکرات کر کے آیا ہوں اور میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ آئندہ اگر ممبئی جیسا کوئی واقعہ ہوا تو پھر انڈیا کو روکنا مشکل ہوگا اگر وہ پاکستان پر حملہ آور ہوتا ہے اور آپ کو یہ بھی پتا ہوگا کہ چند دن پہلے ہی ان کے آرمی چیف نے بھی یہ کہا تھا کہ ہم چائنا اور پاکستان کو بیک وقت tackle کر سکتے ہیں - یہ ہمارے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جس پر یہاں پر ایک mute قسم کا reaction آیا پھر بعد میں مختلف لوگوں نے اپنے اپنے reaction دیئے لیکن رابرٹ گیٹس کا یہ بیان اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ کل اگر انڈیا کے اندر کوئی بھی international player کوئی ایسا واقعہ کروا دیتا ہے یا خود انڈیا کے اندر جس قسم کے حالات ہیں کہ وہاں پر علیحدگی کی تنظیمیں موجود ہیں اور چھ سات صوبے ایسے ہیں جو بسا اوقات علیحدگی کے لیے بات کرتے ہیں - زیادہ autonomy کی بات کرتے ہیں اور وہاں پر بھی اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں لیکن اگر کوئی بھی element اس طرح کی بات کرتا ہے، انڈیا چند گھنٹے بھی نہیں لگاتا اور پاکستان کو accuse کرنا شروع کر دیتا ہے تو اس صورت میں رابرٹ گیٹس کا یہ بیان پاکستان کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے اور بڑا seriously امریکہ کے ساتھ یہ معاملہ take up کرنا چاہیے کہ پاکستان کے خلاف انڈیا کا یہ message convey کرنے میں ان کو احتیاط کرنی چاہیے تھی اگر پاکستان اس international coalition کے ذریعے سے اپنا مالی نقصان اور اپنا جانی نقصان کر رہا ہے، اپنی فوج کا نقصان کر رہا ہے اور ملک میں حالات اس قسم کے پیدا ہو رہے ہیں اس کے بعد بھی اگر امریکہ کا ڈیفنس منسٹر یہ بیان دیتا ہے تو اس سے زیادہ افسوس ناک اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! میرے point of order کا تعلق آج اسی مسئلے سے ہے جس کی طرف راجہ صاحب نے متوجہ کیا ہے اور میں نے آپ کو تحریری نوٹس بھی بھیج دیا تھا۔ جناب چیئرمین صاحب! راجہ صاحب کی بات کی تائید کرتے ہوئے جن پہلوؤں کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں ان میں پہلا یہ ہے کہ ممبئی کا واقعہ ایک شرمناک، تکلیف دہ اور قابل مذمت واقعہ ہے۔ پاکستان کی حکومت نے اور پاکستان کے عوام نے اس کی مذمت کی ہے لیکن ایک سال ہونے کے باوجود خود انڈیا میں ابھی تک ان کی عدالتیں اس معاملے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکیں اور جو proceedings اب آرہی ہیں اور ہندوؤ ڈیلی میں برابر دیکھ رہا ہوں بشمول ان کے Editorial کے اور ان میں یہ بات کھل کر سامنے آرہی ہے کہ ممبئی کے واقعہ میں major actors Indian تھے۔حال ہی میں ایک کتاب اس کے بارے میں شائع ہوئی ہے جس میں کرنل کرکرے کو مارا ہے اس کا پورا بیک گراؤنڈ دیا ہے اور وہ ممبئی کے واقعہ کے متعلق ہے۔ایک ایسے issue کو رابرٹ گیٹس نے بنیاد بنایا ہے کہ ہندوستان پاکستان پر حملہ کر سکتا ہے جو چیز خود settle نہیں۔

نمبر ۲- International Law کے اندر ایسے واقعات کہیں بھی ہوں بشمول 9/11۔ کسی ملک کو UN Charter کے تحت اس بات کا اختیار نہیں ہے کہ اس قسم کے واقعے کو war قرار دے کر کسی sovereign ملک کے اوپر حملہ کر دیں۔ امریکہ نے جو کچھ کیا اس وقت وہ debate ہو رہی ہے۔ کتابیں آرہی ہیں یہ انٹرنیشنل لاء کے خلاف ہے تو جناب والا! رابرٹ گیٹس کا اتنا خطرناک بیان دینا ایک طرف انڈیا سے ان کا alliance ظاہر کر رہا ہے لیکن دوسری طرف جو کھیل وہ کھیلنا چاہتے ہیں پاکستان کے خلاف اور جس طرح انڈیا کو وہ encourage کر رہا ہے اس type کا کوئی جھوٹا بہانہ کرکے پاکستان پر حملہ آور ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا رویہ ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ حکومت پاکستان کو صاف کہنا چاہیے کہ Robert Gates stop coming in Pakistan جب تک وہ اس کو withdraw نہ کریں انہیں نہیں آنے دیا جائے اور جو وقت ہے کہ ان کو کہہ دیں کہ شکریہ۔اپنے ملک میں واپس جائیے۔ We are not prepared to entertain him.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ خٹک صاحب آپ کا بھی اسی پر ہے۔ جی ملک صاحب اس کے بارے میں جواب دینا چاہتے ہیں۔ لشکری صاحب آپ کا point of order ہو گیا ہے۔ باقی اوروں کو ذرا chance دیجئے۔ خٹک صاحب۔

Role of F.C

سینیٹر افراسیاب خٹک: میرا point FC کے بارے میں ہے ۔ FC کی abbreviation دو forces کے لیے، دو law enforcement agencies کے لیے ایک Frontier Corps ہے اور ایک Frontier Constabulary ہے۔ فرنٹئیر کانسٹیبلری ایک سرحدی پولیس ہے۔ جس کا مقصد صوبہ پختون خواہ اور فاٹا کے درمیان جو لکیر ہے وہاں پر اپنے فرائض انجام دیناہے جناب والا یہ فورس ماضی میں ایک گورنر پختون خواہ کے ماتحت ہوتی تھی، پھر اس کو Interior Ministry کے تحت لایا گیا، پھر یہ ہوا کہ اس فورس کو بلوچستان میں deploy کیا گیا جو بالکل غیر قانونی ہے کیونکہ اس کے کام کا طریقہ یہ ہے کہ صرف قبائلی علاقوں کے ساتھ جو پٹی ہے پختون خواہ کی اسی پر انہیں کام کرنا تھا چہ جائے کہ بلوچستان کی لڑائی میں انہیں پھنسایا گیا، پھر ان کو اسلام آباد لایا گیا حالانکہ جہاں ان کی اصلی ڈیوٹی ہے اور جس کے لیے انہیں بھرتی کیا گیا ہے وہاں ان کی ضرورت ہے۔ میں یہ point اٹھانا چاہتا ہوں کہ اس Frontier Constabulary force کو بلوچستان سے بھی withdraw کیا جائے اور اسلام آباد میں بھی ان کی deployment غیر قانونی ہے۔ اس کو ختم کرکے ان کو اپنے اصلی فرائض پر واپس بھیجا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، زاہد صاحب آپ کا بھی اسی مسئلے پر ہے۔ چلیئے ان دو کا جواب آنے دیجئے۔ پھر اس کے بعد، جی ملک صاحب اگر ان دو سوالوں کا جواب دینا چاہتے ہیں تو دے دیجئے۔ اس کے بعد اور بھی آئے تو اس کا بھی جواب دیجئے گا۔ ذرا brief رہیئے۔

Senator A. Rehman Malik (Federal Minister for Interior): Sir, I will try to be brief as much as possible. Our two very senior honourable colleagues نے جو بات کی ہے I fully endorse it sir. This is a national issue and this has not come for the first time. If you recall, six months back the Prime Minister of India stated that there could be an incident of terrorism from Pakistan by Talibaan in

India and it is on record I challenged him. I think you are the Chief Executive of the country, if you have any intelligence please let us know, so that such ill−fated incidents may not happen. Exactly the same way as India had the information about the bomb blast, two individuals one namely Ansari and one Bahauddin they were arrested in India in August where as the incident took place in December and they categorically stated that they are going to attack on India specially in Mumbai and even the dual locations were indicated in their statements but why India did not inform Pakistan that there was some conspiracy like *Somjhota* Express. Mr. Chairman, if you recall in *Somjhota* Express,, entire Pakistani nation had been advocating all over the world that ISI is not involved in *Somjhota* Express,, but international community including India categorically kept on giving this allegation till such time that one very honest officer of Indian investigation agency Mr. Karockray came out and read the investigation report that there is one Col. Proth who actually engineered *Samjhota* Express,, by hiring, I am using the word, by hiring Pakistani militants and that was exposed after sometimes and till today that is pending with the Supreme Court of India and despite our repeated requests they have not given dossiers. I have been consistently requesting through the Ministry of Foreign Affairs when it comes to Pakistani nationals or when it comes to Bombay Blast to ask through dossiers information. They were our nationals, 65 nationals who died, they also gave the lives, the families are pressing hard for some reports that dossiers have not yet been given to us.

Now, coming to this very incident only three months back when the American Authorities visited us, they also indicated that there is some kind of information that there might be attack from Pakistan on India. Again we insisted that if you have an

information, give it to us. I would like to put it on record, no such information has been given till today and that is why even on this floor of House I again reinforce the wording which I had earlier said. If something happens tomorrow in India then please, do not blame, its going to be your responsibility, if you do not share that particular information with us, don't blame us tomorrow because today if you tell us, we will take action, we are quite competent to take action, we will move better together. Let us find the culprits together but if it happens the entire responsibility will be on India because they are not sharing the information, despite having that information, if there is any.

Mr. Chairman about this 2nd question regarding F.C. yes we have two forces, one is Frontier Corps and other is Frontier Constabulary, Frontier Constabulary no doubt, it is between the Pakistani Border, of course, FATA, to cover that line but unfortunately, there was some deficiency of police force while we were fighting a War On Terror, not only that was deployed in Balochistan that was also deployed in Sindh but on payment. It is like a commercial use of the F.C. duly agreed by the Federal Government and, of course, the concerned agencies. They are performing their duties so, what have we done, we are gradually withdrawing the force and sending them back to Frontier. The Chief Minister will endorse it that I have given the maximum force and as of today, the entire force of Frontier Constabulary has been placed practically under the control of the Chief Minister to handle present situation though they are border force but still today they are assisting the Frontier Police. Moreover, we are also deploying them in Swat and getting the situation under control but I agree with

افراسیاب صاحب کہ ان کی جو اصلی duty ہے، انہیں وہ ہی دینی چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ gradually in coming four years time we will be able to settle the matter. Thank you.

جناب چیئرمین: زاہد صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جنہوں نے پہلے request کی ہے، ان کو میں پہلے بلاؤں گا۔ حاجی صاحب, please آپ بیٹھ جائیے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کا بھی میں نے لکھا ہے اور مندوخیل صاحب لوگ آپ سے پہلے ہیں۔ میں اس کے مطابق number wise بلاؤں گا۔ میں کسی سے difference نہیں کر رہا ہوں۔ لغاری صاحب! آپ کا نام بھی میں لکھ لیتا ہوں۔ آپ کا بھی لکھ لیتے ہیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب کیا وجہ ہے کہ خواہ مخواہ رحمٰن ملک صاحب انگلش میں بولتے ہیں۔ ہمیں تو انگلش سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر انہیں اردو آتی ہے تو اردو میں بات کریں۔

جناب چیئرمین: حافظ صاحب کا فرمانا ہے کہ اگر اردو آتی ہے تو اردو میں بات کریں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں اردو میں بات کر لوں گا۔ جی زاہد صاحب۔ حافظ صاحب! آپ کو آج کل ہر چیز غلط نظر آ رہی ہے، پتا نہیں کیا بات ہے۔ حافظ ہیں بھئی کیا کریں۔ جی زاہد صاحب please.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! میرا point of order چھوٹے صوبوں کے ساتھ ملازمتوں میں جو زیادتی کی جا رہی ہے، یہ ہمیشہ سے کی گئی اور ابھی بھی کی جا رہی ہے، سے متعلق ہے اور چونکہ Interior Minister صاحب بیٹھے ہیں، میں آپ کے سامنے ان سے عرض کروں گا۔ جناب ایف آئی اے میں اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کی ۱۳ پوسٹیں announce کی گئی تھیں۔ ۲۹ تاریخ کو پبلک سروس کمیشن نے ان کا امتحان بھی لیا۔ آپ یقین کریں، اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کی ۱۳ اسامیوں میں سے دو میرٹ پر ہیں اور باقی پنجاب کی ہیں۔ کسی بھی چھوٹے صوبے کا ایک فرد بھی ان میں نہیں ہے۔ یہ ناانصافی اگر پہلے کی جاتی تھی تو سمجھ آتی تھی لیکن اب یہ چونکہ ایک جمہوری حکومت ہے اور ہر منسٹر صاحب یہ بات کرتے ہیں کہ چھوٹے صوبوں کا خیال رکھیں گے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Interior

Minister صاحب پہلے یہ assure کریں کہ ۲۹ کو ان کے جو interviews ہو رہے ہیں، اسے stop کیا جائے اور جب تک ان کو reconsider نہ کیا جائے، چھوٹے صوبوں کا حق نہ دیا جائے، اس وقت تک اسے روکا جائے اور چھوٹے صوبوں کا اس میں حق دے کر اپنا کوٹہ پورا کر لیں۔

جناب چیئرمین: اگر آپ جواب دینا چاہیں تو دے دیجیے۔

(مداخلت)

سینیٹر اے رحمٰن ملک: Honourable Member نے مجھے کہا تھا۔

جناب چیئرمین: .He will be satisfied لشکری صاحب second round بعد میں ہو گا۔ ان کا mike کھول دیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب چیئرمین! جہاں تک grade 17 and above کا تعلق ہے، ان کی جو recruitment ہے وہ Ministry of Interior کی authority نہیں ہے۔ آئین پاکستان کے تحت جو پوسٹیں quota wise allocate ہوئی ہیں، FPSC اسی کو ہی follow کرتا ہے۔ اس میں Ministry of Interior کا role 0% بھی نہیں ہے۔ چونکہ انہوں نے یہ point اٹھایا ہے، میں یہ check کر لوں گا کہ ایف پی ایس سی نے جو پوسٹیں advertise کی ہیں، جن کے interviews ہو رہے ہیں، کیا وہ اس میں quota system observe کر رہے ہیں یا نہیں۔ میں یہ information وہاں سے لے کر دے سکتا ہوں لیکن اس کی جو formality ہے، جو ایک چیز بنائی ہے، اس کو categorize کیا ہوا ہے، in terms of provinces کو، وہ میں نہیں کر سکتا لیکن اس کے متعلق تفصیل لے کر ضرور دے سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: مولانا شیرانی صاحب۔

Brutality of Afghan Forces on Pakistani Soil

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میں محترم ملک صاحب کی موجودگی سے استفادہ کرتے ہوئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اکتیس دسمبر ۲۰۰۹ء کو ژوب ضلع کے افغان بارڈر پر کیشتوں کے مقام پر جو عام غریب لوگ اور مال مویشی چرانے والے ہوتے ہیں، مردان زئی قوم کے تین بندے عبد المالک ولد گلچین، سیف الدین ولد حاجی شاہ مقصود اور محمد رسول ولد ملا سرفراز تھے اور یہ کاکڑ خراسان کے باشندے تھے۔ کیشتوں کے مقام پر افغان بارڈر کے نزدیک پاکستان

کی سرزمین پر افغان فورسز نے ان کو انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کیا ہے۔ اس کے لیے میں نے تحریک بھی جمع کرائی تھی، توجہ دلاؤ نوٹس بھی جمع کرایا تھا۔ وزیر اعظم صاحب کو میں نے تحریری درخواست بھی دی تھی۔ اب میں ملک صاحب سے گزارش کروں گا کہ ان کو ایسے لاوارث نہ چھوڑیں۔ ان کے لیے کوئی نہ کوئی طریقہ نکالیں۔ افغان حکومت کا سفیر بھی یہاں موجود ہے، ہماری وزارت خارجہ کا وہ desk بھی ہے جو افغان امور کو deal کرتا ہے۔ آپس میں بیٹھ کر اس میں دیکھیں کہ اگر وہ ہماری سرزمین پر ہیں تو کیا وجہ ہے۔ اگر ان کی سرزمین پر ہے تو پھر معاملہ ہی بدل جائے گا۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس مسئلے کو ایسے ہی نہ چھوڑا جائے۔ تین معصوم جانوں کا معاملہ ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جواب دے دیجیے۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: چیئرمین صاحب! انہوں نے یہ issue پرائم منسٹر صاحب کے سامنے بھی اٹھایا تو پرائم منسٹر صاحب نے مجھے ایک directive دیا تھا کہ اس کو investigate کر لیں اور جو کچھ بھی قانونی طور پر کیا جا سکتا ہے، ضرور کیا جائے۔ پہلا step یہ ہے کہ کیا یہ واقعہ واقعی پاکستان کے اندر ہوا یا افغانستان میں ہوا۔ اس کے لیے میں نے ایف سی کو بھی direction دی ہیں اور ایف آئی اے کو بھی کہ let me know the details, once یہ determine ہو جائے کہ آیا یہ پاکستان میں ہوا ہے تو پاکستانی قانون کے مطابق ہم proceed کریں گے اور اگر یہ پتا چلتا ہے کہ افغانستان کے علاقے میں ہوا تو اس میں پھر میں ambassador کو خود بلاؤں گا اور Foreign Minister کو بھی ہم لکھیں گے تاکہ وہ matter at that level افغانستان کی حکومت کے ساتھ take up کیا جائے اور اس پر protest lodge بھی کیا جائے اور پھر investigation کے لیے بھی کہا جائے گا اور اس کے نتیجے میں ملنے والی رپورٹ میں انشاء اللہ شیرانی صاحب کی خدمت میں خود پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: مولانا گل نصیب صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: جناب والا! ایک گزارش ہے۔

جناب چیئرمین: پرسوں آپ کو دے دیں گے۔ باری، باری، تین مولانا بیٹھے ہیں۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: میں محترم ملک صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ مقامی انتظامیہ نے ایک نقشہ بھی بنایا ہے۔ رپورٹ بھی Home Department میں بھیجی ہے اور انہوں

نے پوری تفصیل بتا دی ہے کہ یہ تینوں پاکستان کی زمین پر تھے۔ ان کی مار پٹائی کر کے، ہڈیاں توڑ کر ان کو زمین پر گھسیٹا ہے پھر زیرو پوائنٹ پر لے جا کر گولیاں مار دیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب! میں ان کے وہاں پر جو contacts ہیں، جو deal کر رہے ہیں، ان کا ٹیلیفون نمبر لے لوں گا اور جو investigate officer کر رہے ہیں، ان کو کہوں گا کہ ان کو contact کر لیں تا کہ ان کے پاس جو material ہے، وہ بھی اس investigation کا حصہ بن جائے۔

جناب چیئرمین: جی مولانا گل نصیب صاحب۔ درانی صاحب، آپ کا نام بھی لکھ لیتے ہیں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: شکریہ جناب چیئرمین! میرا point of order ہے 2007-08 کے دوران مالاکنڈ ڈویژن میں آپریشن کیا گیا اور اب 2010 تک وہ جاری ہے۔ تقریباً اس کے آخری مراحل ہیں لیکن اس میں بہت سے لوگ پکڑے گئے ہیں۔ جو مارے گئے ہیں وہ تو الگ ہیں لیکن بہت سے لوگ پکڑے گئے ہیں جن میں بے گناہ لوگ بھی ہیں۔ ان کی بے گناہی کیسے ثابت کی جائے، اس کا کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ روزانہ parliamentarians کے گھروں پر سینکڑوں کی تعداد میں لوگ آتے ہیں اور اپنے لوگوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ لہذا گزارش ہے کہ وہاں پر جتنے لوگ پکڑے گئے ہیں، ان کو عدالت میں پیش کیا جائے۔ وہ مجرم ہیں تو ان کو سزا دی جائے اور اگر وہ مجرم نہیں ہیں تو ان کو رہا کیا جائے۔ جو لوگ پکڑے گئے ہیں، باقاعدہ ان کی تفصیل جاری کی جائے کہ اب تک کتنے لوگ پکڑے گئے ہیں اور پکڑنے کے بعد جو لوگ ماورائے عدالت قتل ہوئے ہیں، حکومت ان کے بارے میں پوچھ گچھ کرے۔ اس طرح لوگوں کو مارنا، آئین اور قانون کی خلاف ورزی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جمال لغاری صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ذرا اپوزیشن کو بھی موقع دیجیے۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے موقع دیا۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین: لغاری صاحب، .please briefly

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب چیئرمین صاحب! ہم لوگ آئے دن خبر پڑھتے ہیں کہ فلاں شخص نے خود کشی کر لی، فلاں شخص نے غربت اور مفلسی سے تنگ آ کر بیٹی کو بیچ دیا۔ یہ خبریں ہم لوگ ہر روز پڑھتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں پھر اگلی صبح ناشتہ کرتے وقت اسی طرح کی خبر پڑھتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں، دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ غربت، مہنگائی ختم کرے۔ کیا ہم اس دن کا انتظار کر رہے ہیں کہ جنوبی پنجاب سے اس قسم کی خبر پڑھیں اور سنیں کہ 80 افراد نے اجتماعی خود کشی کر لی یا ڈیڑھ سو کاشتکار جو اپنا خون، پسینہ ایک کر کے اناج پیدا کرتے ہیں اور اناج پیدا کر کے اپنے غریب خاندانوں کا اگلے چھ ماہ کے لیے پیٹ پالتے ہیں،--- ان پر آج کل عذاب الٰہی نازل ہو رہا ہے۔ جنوبی پنجاب میں پانی کی ایک بوند نہیں ہے۔ نہریں شیڈول سے ہٹ کر پچھلے دو، اڑھائی ماہ سے بند ہیں۔ گندم کا جو پہلا پانی ان کو میسر آنا چاہیے تھا، دس جنوری سے Chief Engineer Irrigation, Dera Ghazi Khan نے نوید سنا دی ہے کہ وہ یکم مارچ تک نہیں آئے گا۔ اگر یکم مارچ تک نہ آیا تو Chief Engineer, SE, XEN کے دفتر جلیں گے اور اس کے جلنے سے پہلے جو Irrigation Secretary ہیں، جن کا تعلق Irrigation department سے نہیں ہے، پاکستان میں پنجاب کی تاریخ میں یہ کبھی نہیں ہوا کہ Secretary Irrigation, department سے ہٹ کر کسی کو تعینات کیا گیا ہو۔ بارشیں نہیں ہو رہیں، ہماری قوم کے اعمال ہیں اور جب قوم کے ایسے اعمال ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ قوم پر ایسا ہی حکمران لاتا ہے اور ان اعمال کا سلسلہ بھی چل رہا ہوتا ہے۔ جناب والا! ہمارے آباؤاجداد، ان کے آباؤاجداد جب بارش نہیں ہوتی تھی تو حکمران کی قمیض اتار کر اس کو گرمی میں بٹھا دیتے تھے اور وہ اس وقت تک بیٹھا رہتا تھا جب تک اللہ تعالیٰ باران رحمت نازل نہیں کرتا تھا۔

جناب چیئرمین: اب conclude کر لیجیے۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب چیئرمین صاحب! میں ابھی یہ بات نہیں کہہ رہا لیکن یہ بات ضرور کہوں گا کہ خدارا! اس معاملے کو lightly مت لیجیے اور ہمارے پاس جو water resources ہیں، ان کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم کی خاطر، میں تمام House سے گزارش کروں گا کہ

ان کی معرفت آپ Punjab Government کو direction issue کریں کہ وہ مہربانی کرکے کچھ کرے ورنہ اگلی خبر آپ، ہم سب کے لیے شرم کا باعث بنے گی۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔ انشاء اللہ چھ بجے پھر شروع کریں گے۔

(اس موقع پر نماز مغرب کے لیے وقفہ کیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد اجلاس زیر صدارت جناب چیئرمین
(جناب فاروق حامد نائیک) دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب! آپ کا point of order تھا، بسم اللہ کیجیے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: اس خالی ہال میں کیا point of order شروع کروں۔

جناب چیئرمین: آپ کی بات صحیح ہے۔ ڈپٹی چیئرمین صاحب آگئے ہیں۔ Leader of the House کدھر ہیں؟

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: کوئی ہوتا تو کم از کم ہم یہ کہتے کہ یہ serious ہیں۔

Mr. Chairman: Bokhari sahib, you should have been lenient at 6'O clock.

میں تو wait کرتا رہتا ہوں ورنہ میں تو پہلے ہی آگیا ہوتا، میں دیکھ رہا تھا کہ کوئی نہیں ہے۔ جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! آپ تھوڑا سا drastic action لیں گے تو سب ٹائم پر آجائیں گے، جیسے آپ نے 6 بجے کا ٹائم دیا، آپ 6 exactly at آجائیں،
if the House is empty, you suspend the proceedings for 15 or 20 minutes and go back. When people know that you were there and

you suspended the proceedings, everybody will start coming on time.

Mr. Chairman: I will do it next time but.....

سینیٹر میاں رضا ربانی: ایک دن news بنے گی، اس کے بعد it will be alright.

Mr. Chairman: This is the reason, I am avoiding, you know it very well Mian sahib.

بخاری صاحب! Law Minister صاحب کو بھی بلا لیں کیونکہ points of order کے بعد legislation ہے۔اب پانچ چھ points of order گئے ہیں، اس کے بعد تو we will have to start the legislation in the end after another ten minutes. جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں ایوان میں اپنا مسئلہ پیش کروں۔ کوئٹہ سے چمن تک 1885 سے ریلوے لائن بنی ہوئی ہے اور اس پر بہت اچھی traffic ہے ۔ یہ علاقہ ایسا ہے کہ یہاں بہت ہی سفر ہوتا ہے اور ریلوے نے کافی سہولت دی تھی ۔ کوئٹہ سے کراچی یہ ریلوے لائن جاتی ہے۔یہاں fast train کراچی سے کوئٹہ چلتی تھی لیکن یہ system اب ختم کردیا گیا ہے اور اسی طرح چمن سے کوئٹہ جو ٹرین چلتی تھی جس کو مسافر گاڑی کہتے ہیں اس کو بھی بند کر دیا گیا ہے۔میں اور کوئی بات نہیں کروں گا مگر یہ سو سال سے زیادہ عرصے کی لائن تھی اور اس پر ٹریفک کا بڑا زور ہوتا تھا۔ابھی ہم کہتے ہیں کہ گوادر کو ہم international port بنائیں گے ۔ جناب والا! یہ اسی صورت میں ہوگا کہ یہ line clear ہو اور یہاں پر ٹریفک کا انتظام ہو تو پھر آپ گوادر کی improvement کرسکتے ہیں لیکن یہ line بند ہے۔ اس پر وہاں جو متعلقہ ریلوے آفیسر ہیں انہوں نے بڑے serious طریقے سے recommend کیا ہے کہ کوئٹہ چمن ، چمن کوئٹہ دن میں دو گاڑیاں چلتی تھیں۔چمن سے کوئٹہ اور پھر واپس شام کو چمن اور اسی طرح پھر کوئٹہ سے چمن پھر واپس شام کو کوئٹہ تو یہ لائن جس کی وہاں سے recommendations آئی ہیں، مہربانی کرکے اس کو بحال کیا جائے ۔اس کے ساتھ کوئٹہ سے کراچی جو fast express گاڑی تھی وہ بھی بند ہے۔میری گزارش ہے کہ اس کو بھی بحال ہونا چاہیے۔جناب والا! لاہور سے خانیوال electric section ہے، یہ نظام بجلی سے چلتا ہے جو بہت کامیاب ہے لیکن اب کسی بہانے سے اس کو بند کیا جا رہا

ہے۔ اس پر کام کرنے والے لوگوں کو بے روزگار کیا جا رہا ہے اور اس نظام کو ختم کیا جا رہا ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ اس کو بھی بحال کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: .Thank you جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں ایک اہم point پر یہاں بات کروں گا۔ ابھی کمیٹی روم نمبر تین میں سو کے قریب students اور والدین آئے ہوئے تھے۔ میں اور پروفیسر ابراہیم صاحب، رضا ربانی صاحب کی قیادت میں ان سے ملے۔ ہمارے سابقہ سینیٹر رضا محمد رضا کے حوالے سے ان کا ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس وقت ایک ہزار students کیوبا میں پڑھ رہے ہیں اور وہ کچھ مشکلات کا شکار ہیں۔ میں تفصیل میں نہیں جاوں گا، میرے پاس documents ہیں ، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ان کو Standing Committee on Education کو بھیج دیں تاکہ کمیٹی اس مسئلے کا تفصیلی جائزہ لے تاکہ یہ جو ایک ہزار کے قریب بچے ہیں ان کا کوئی نقصان نہ ہو۔ kindly اگر آپ اس کو education committee میں بھیج دیں تو بہتر ہوگا۔ یہ ایک ہزار بچوں کے مستقبل کا سوال ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں جی کمیٹی والے خود اس کو دیکھ لیں گے۔ refer نہیں کرسکتا اس سے بڑی مشکل ہوجاتی ہے ، بڑا خرچہ ہوتا ہے۔ Under the rules that Chairman Standing Committee on education can take *suo motu* action. The rules are very clear. We will give it to the Chairman Standing Committee. جی۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: اگر یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی issue ہے تو کمیٹی کو دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنا point of order جاری رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: چیئرمین صاحب! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ان والدین سے نہیں ملے ہیں جن سے ہم مل کر آئے ہیں تو مہربانی کرکے اس کو refer کردیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے. it can be done accordingly جی انجنئیر رشید صاحب ۔۔۔۔۔ جی مالک صاحب آپ اپنی بات پوری کرلیں۔ جی بسم اللہ کیجئیے۔ میں سمجھا آپ صرف کمیٹی کی ہی بات کر رہے ہیں۔ آپ اپنا point of order بیان کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ مند اور ایرانی بارڈر پر کچھ رشتہ دار ایک جانب رہتے ہیں اور کچھ دوسری طرف ۔ وہاں یہ تھا کہ ایک راہداری نما چیز دیا کرتے تھے تاکہ لوگ آسانی سے ادھر ادھر آجا سکیں اور اپنی زمینوں کو کاشت کر سکیں لیکن اب کیا ہو رہا ہے کہ راہداری کے باوجود وہاں FC والے بیٹھ گئے ہیں۔ وہ لوگوں سے بھتہ لے رہے ہیں اور لوگوں کو تکلیف دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ جب راہداری آپ لے رہے ہیں تو پھر لوگوں سے پیسے کیوں لے رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس مسئلے کو بھی دیکھ لیں۔ میں پھر آپ سے request کرتا ہوں کہ پہلے والے مسئلے کو کمیٹی میں refer کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب چیئرمین: جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! اس میں ، میں اتنی گزارش کروں گا کہ وہ ایک نہایت ہی complicated issue ہے government basis پر دو سال پہلے ان ہزار بچوں کو کیوبا میں medical education کے لیے بھیجا گیا اور اب they have now entered in their third year اب problem یہ آرہا ہے بقول ان کے کہ جو ان کو course دیا جا رہا ہے اس کی degree یہاں پر recognize نہیں ہے۔ یہاں وہ Higher Education Commission سے مل چکے ہیں، PMDC سے بھی مل چکے ہیں so there is a problem اور اس میں تین چار مختلف agencies involve ہو رہی ہیں HEC, PMDC, Foreign Office and Education Ministry اب جب تک ان کو ایک جگہ بٹھا کر یہ case sort out نہیں ہوگا اس وقت تک individually یہ کچھ نہیں کر پائیں گے۔ لہذا اس لیے آپ سے request تھی کہ اگر سینیٹ کی education committee کے پاس یہ چلا جائے گا تو وہ ان تمام محکموں کو اکٹھا کر لے گی اور ان کو آپس میں بٹھا کر اس پر کوئی ایک decision ہو جائے گا۔ حکومت اس سلسلے میں ڈیڑھ سال پہلے ایک delegation بھی بھیج چکی ہے

to evaluate their courses and to seek whether a degree can be recognized or not. What will happen is that at the end of four years these children will come back and their degrees wouldn't be recognized and they will be going from pillar to post again. So, that is why we have made this request.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی .Thank you انجینئر رشید صاحب آپ نے کچھ بات کرنی ہے۔ اچھا نہیں ہے۔ میڈم کلثوم آپ کا point of order ہے۔ڈاکٹر مالک صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ آپ کمیٹی کو directly بھی inform کرسکتے ہیں۔ جی میڈم کلثوم صاحبہ۔

Problems in Parliament Lodges

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے اس چیز کو بڑا humbly دیکھا بھی ہے اور میں آج دوبارہ آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں - میں پارلیمنٹ لاجز میں رہائش کے متعلق بات کروں گی۔میرے ساتھ ابھی بیگم ثریا امیرالدین صاحبہ ، بیگم نجمہ حمید صاحبہ تھیں تو میں آپ سے عرض کروں کہ پہلے seepage تھی اور صرف lounge میں پانی ٹپکتا تھا - آج تو یہ حالت ہے کہ drawing room میں پانی آرہا ہے۔

جناب! اس کے علاوہ cockroach اور زہریلے کیڑے بارش نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں - آج صبح میں اسی لیے آپ کے پروگرام میں نہیں آسکی، بچی کو کسی چیز نے کاٹا، یقین جانیں کہ پانچ چھ گھنٹے ہم نے جس طریقے سے disturb ہو کر گزارے ہیں، میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔ جب میں نے ان سے بات کی تو انہوں نے یہی کہا کہ جی ہمارے پاس maintenance کے لیے کوئی funds نہیں ہیں even ایک بجلی کے plug کے لیے بھی نہیں۔

جناب! آپ نے پہلے بڑی مہربانی فرمائی، کمیٹی بنائی، جان جمالی صاحب کی سرپرستی میں بھی کمیٹی بنائی، اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ بھی دی۔ جناب! باقی چیزیں آپ بے شک دیکھیں، اس کی security کو دیکھیں، وہ چیزیں جو emergency میں ہمیں required ہیں یہ بتائیں کہ ہم خواتین خاص طور پر جہاں پر رہتی ہیں، ہم کیا کریں، کہاں جائیں، کس سے کہیں؟ میرے خیال میں آپ سے بڑی کوئی Chair نہیں ہے جس کے آگے میں دو دفعہ یہ بات کر چکی ہوں۔ نجمہ حمید صاحبہ بھی اپنی

شکایت آپ کے نوٹس میں لاچکی ہیں۔ ثریا امیرالدین صاحبہ کے گھر اگر آپ چلے جائیں تو اندر نہیں جا سکیں گے۔ جناب! آپ اس کے لیے تو فوری طور پر کوئی اقدام اٹھائیں، اب تو زندگیوں کا بھی مسئلہ ہے۔ زہریلے کیڑے پیدا ہو چکے ہیں بارش نہ ہونے کی وجہ سے، کوئی اسپرے وغیرہ کچھ نہیں۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں maintenance کے لیے، ہم کیا کر سکتے ہیں آپ کے لیے۔ جناب! اس پر فوری نوٹس لیں۔

Mr. Chairman: Ok. Deputy Chairman sahib, you are heading the Committee along with Col. Mashhadi sahib and others, would you please answer the queries and the complaints?

سینیٹر جان محمد خان جمالی (ڈپٹی چیئرمین): جی بالکل، میں آپ کے توسط سے سارے House کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ نمبر ایک، کوئی پیسے ان کے release نہیں ہو رہے سوائے تنخواہوں کے۔ نمبر دو، سی ڈی اے کے جو پرانے ٹھیکے دار تھے، جن سے سی ڈی اے کام لیتی تھی، ابھی تک ان کے پرانے dues بھی clear نہیں کیے اور اب کوئی ٹھیکے دار ان کے کہنے پر نہیں آ رہا۔ اس کیفیت سے گزر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور additional problem بھی ہو گیا ہے، illegal occupants بھی بہت زیادہ آ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کی رپورٹ آئی ہے یا نہیں؟

سینیٹر جان محمد خان جمالی: جی آپ نے 19 کو کہا تھا کہ یہ رپورٹ floor of the House پر پیش کی جائے، میرا خیال ہے کل منگوالیں تو بہتر ہے۔

جناب چیئرمین: Leader of the House کہاں چلے گئے؟ Where is the Leader of the House, please call him.

سینیٹر جان محمد خان جمالی: ان کے ذمے نہیں تھا، Law Minister سی ڈی اے کے انچارج منسٹر ہیں، انہوں نے پیش کرنی تھی۔

جناب چیئرمین: تو Leader of the House ہی Law Minister کو بلائیں گے۔ ڈپٹی چیئرمین صاحب! دیکھیں، دو باتیں ہیں۔ ایک illegal occupants کی بات ہے، دوسری

بات جو سینیٹر کلثوم صاحبہ نے raise کی کہ with regard to the condition of the lodges, which are in a very dilapidated condition.

سینیٹر جان محمد خان جمالی: جناب! یہ terrible ہے۔ ہمارے ساتھ ایک اور مسئلہ بھی ہے۔ آپ نے موقع دیا ہے تو ابھی سنیں۔ 2002 کے بعد سے سینیٹرز کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے، نیشنل اسمبلی پہلے وجود میں آ گئی تھی، انہوں نے جتنی اچھی اچھی accommodations تھیں وہ اپنے پاس رکھ لیں۔ مارچ 2003 میں سینیٹ وجود میں آیا، اس وقت سے آج تک یہ ایک دردناک کہانی چل رہی ہے۔ اس کے ساتھ جو پیسوں کا مسئلہ ہے، پیسہ بھی نہیں دیتے۔

جناب چیئرمین: آپ نے کوئی حل سوچا ہے؟

سینیٹر جان محمد خان جمالی: حل یہ ہے کہ یا تو سی ڈی اے اس ملک کو چلائے یا ہم لوگ گھر کو چلے جائیں، یہ نوبت آ چکی ہے۔

Mr. Chairman: CDA is only responsible for Islamabad Capital Territory not for the country.

Senator Jan Muhammad Khan Jamali: No sir, CDA is responsible for the Presidency, CDA is responsible for the PM House and CDA is responsible for this very place where you are sitting.

Mr. Chairman: Are you showing your total helplessness?

Senator Jan Muhammad Khan Jamali: Helplessness in a way, they have a good answer that they don't have funds.

جناب چیئرمین: مشہدی صاحب! آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

سینیٹر جان محمد خان جمالی: انہوں نے بھی role ادا کیا ہے، ان سے بھی سن لیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں چونکہ وہاں رہتا ہوں اور آپ نے یہ ڈیوٹی بھی میری لگائی تھی اور میں کمیٹی کا member بھی ہوں، جو میری بہن نے کہا ہے اور جو میرے بھائیوں نے نہیں کہا، وہ بالکل سچ ہے۔ حالت بہت ہی خراب ہے۔ یہ بات نہیں کہ ان کی representation نہیں ہو رہی، daily ڈائریکٹر اور caretaker سے لے کر

even sweepers تک آتے ہیں، آپ نے جو members nominate کیے ہیں بادامی بھائی بھی اس میں ہیں، ہم لوگ کہتے ہیں مگر بات وہی ہے کہ ان کے پاس funds نہیں ہیں۔ یہ matter پہلے بھی اٹھایا گیا تھا اور جناب چیئرمین! آپ نے اس سلسلے میں ایک special initiative لیا تھا۔ میری suggestion یہ ہے کہ چیئرمین سی ڈی اے کو آپ ادھر طلب کریں یا اس کو invite کریں as you desire اس کے بعد ہمیں موقع دیں کہ ہم اس کو reality بتائیں کہ اگر کوئی VIP آتا ہے تو وہ لاکھوں، کروڑوں روپے سڑکوں پر خرچ کر دیتے ہیں، last time بھی جب ہم نے اس کو embarrass کیا تھا تو انہوں نے funds ادھر بھی release کر دیے تھے۔ ان کے پاس funds بہت ہیں اور اس کے اپنے funds ہیں جو کہ allocated ہیں لیکن وہ نہیں دے رہے۔ اگر یہ funds release ہوں گے تو پھر یہ کام ہو گا۔ کچھ کام ایسے ہیں جن کے لیے بڑے nominal funds چاہییں جیسے spray کے لیے، چوہے مارنے کے لیے اسپرے، صفائی کو بہتر کرنے کے لیے، کینٹین کی کچھ improvement ہوئی ہے، مزید improvement ہو سکتی ہے۔

جہاں تک supervision کی بات ہے، وہ تو ہے۔ باقی جو ہمارے کمیٹی کے چیئرمین (ڈپٹی چیئرمین صاحب) نے بتایا there are big problems which have been highlighted by the House Committee and that has also been highlighted by the National Assembly Committee. وہ تو ہوتے رہیں گے، but we want immediate relief. Immediate relief can only come through the Chairman CDA کہ وہ funds release کریں اور اس کے بعد کام لینا ہمارا کام ہے، ہم نے پہلے بھی کام لیا تھا اور بہت کچھ کروالیا تھا۔ اب معاملہ grinding stop پر آگیا ہے، standstill ہو گیا ہے، کسی قسم کا کام اب نہ ہو رہا ہے، نہ وہ کر سکتے ہیں، وہ بے بس ہیں، ان کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ پرانے contractors کو وہ نہیں کہہ سکتے، لاکھوں روپے ان کو دینے ہیں تو ان کے ساتھ بھی ناانصافی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میں سمجھ رہا ہوں بات کو۔ دیکھیں جی، پہلے بھی یہ problem اٹھا، میں نے چیئرمین سی ڈی اے کو بلایا آپ سب لوگوں کی میٹنگ کے اندر۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ہر cooperation کروں گا جو بھی آپ کو چاہیے۔ ڈپٹی چیئرمین صاحب اس کمیٹی کو head کر رہے ہیں، آپ بھی اس کمیٹی میں ہیں، میرے خیال میں سیمیں صاحبہ آپ بھی ہیں؟ اچھا، آپ نہیں

ہیں۔ کلثوم صاحبہ آپ ہیں؟ تو آپ لوگوں کو چاہیے کہ چیئرمین سی ڈی اے کو دوبارہ بلائیں جبکہ Deputy Chairman is heading that Committee, I would request the Deputy Chairman, he should call the Chairman CDA. اگر وہ پھر بھی آپ کی directions یا آپ کی بات نہیں مانتا then we will see what should be done. لیکن پہلے آپ ان کو بلا کر، meeting کر کے apprise کریں اپنی difficulties کے متعلق، اگر وہ بہانہ بناتا ہے، اگر وہ بات ماننے سے انکار کرتا ہے then we will look into that from that angle. میری request ہو گی کہ next week آپ یہ meeting بلا لیں، چیئرمین سی ڈی اے and all the concerned persons کو بھی بلائیں۔ Deputy Chairman sahib, let us see what he says. Thank you. جی حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: چیئرمین صاحب! State Minister for Finance موجود ہیں، سی ڈی اے کے بھی funds ہیں اور شاید ان کے لیے بھی ان کو funds دیے جاتے ہیں تو اگر ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں تو یہ House یہ تو کر سکتا ہے کہ ان کے funds روک لے۔

جناب چیئرمین: ایسے نہیں ہوتا۔ I have given the ruling, Deputy Chairman would call all the concerned persons, you can also call the Secretary Finance, Minister of State for Finance کو بھی بلا لیجیے، چیئرمین سی ڈی اے کو بھی بلا لیں، let him say there are no funds, the funds have to be released کیسے ہوں گے، اس مسئلے پر ایک complete, comprehensive meeting کر لی جائے۔ جی چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب! یہ جو ڈپٹی چیئرمین صاحب نے مسئلہ اٹھایا کہ illegal occupants بہت ہیں اور پھر جو ہمارے ہر floor پر waiting rooms اور lounges بنے ہوئے ہیں، وہ بھی سارے occupied ہیں۔ بندے وہاں اندر تالے لگا کر بیٹھتے ہیں اور اگر کوئی شریف آدمی آئے تو اس کے لیے جگہ نہیں ہے۔ ادھر جو illegal occupants ہیں ان کے guard وغیرہ ہوتے ہیں اور سارے مسلح ہوتے ہیں، اور وہاں law and order اور security problem بھی کافی ہے۔ اس قسم کی cleaning پر تو کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: چٹھہ صاحب! اس معاملے پر میں نے directions دی تھیں کہ 19 تاریخ تک اس کی رپورٹ آجائے کہ the list of the illegal occupants in the Federal Lodges as well as in the Parliamentary Lodges. جتنے بھی lodges ہیں servant quarters ہیں یا garages ہیں، complete report آجائے اور what action has been taken for their dispossession. یہ رپورٹ ابھی تک نہیں آئی۔ جی لیڈر آف ہاؤس صاحب! اس کی کیا position ہے؟

سینیٹر سید نیّر حسین بخاری: جناب! سینیٹ اور قومی اسمبلی کی joint committee ہے، ڈپٹی سپیکر اور ڈپٹی چیئرمین-----

جناب چیئرمین: نہیں، وہ رپورٹ جو آپ نے House کو دینی تھی، that report was to be submitted to the House with regard to the list of the illegal occupants and the action taken for their dispossession.

سینیٹر سید نیّر حسین بخاری: جناب! میری گزارش ہے کہ وہ کوئی Ministry allotment نہیں کرتی، یہ جو Federal Lodges ہیں اور جو Parliament Lodges ہیں-----

Mr. Chairman: I don't want to go into details. I want to see the list. Where is the list please?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Certainly, then we can ask the Parliamentary Committee…..

Mr. Chairman: Let them say there are no illegal occupants, let them say everybody is legally occupied but at least, let the House have a look at the list.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: This was not the direction given to me. Actually, it was given to the Committee, the Committee of the Parliament which deals with the allotment issues. We can ask them to give the details of that.

Mr. Chairman: No, we explicitly requested and directed that we want to know the complete list of the illegal occupants in the Parliamentary Lodges and the Federal Lodges.

دوسرا Federal Lodges ہیں۔ جی؟ یہ MNA Hostel کون سا ہے؟ Federal Lodges کی بھی بات ہوئی تھی مجھے یاد ہے۔ جی ڈپٹی چیئرمین صاحب۔

سینیٹر جان محمد خان جمالی: جناب چیئرمین! جسے ایم این اے ہاسٹل کہتے تھے وہ Federal Lodges ہیں، ان کو بھی recover کرنے کی کوشش کریں لیکن اس میں بھی ابھی تک illegal occupants, illegal in the sense that they were given to officials who have not vacated, they are going to be vacated کیونکہ اب ان کو rehabilitate کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: If there was any ambiguity I am making it very clear today, Leader of the House Sahib, I want a complete list of the illegal occupants in the Parliament Lodges including the Servant Quarters and Garages, as well as MNA Hostel and if there are illegal occupants, what action has been taken by the concerned and the competent authority for the vacation, for the possession of those premises. Please submit the report to the House within seven (07) days from today. If somebody is not agreed then we will see. I think the direction is very clear today. جی ثریا صاحبہ آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جو میرا lodge ہے، اس میں پہلے تو drawing room میں پانی آرہا تھا، پھر کچن میں بھی آگیا، پھر مجھے اتنے زور کا کرنٹ لگا کہ میں دور گر پڑی۔ میں نے متعلقہ لوگوں کو بلایا کہ آکر دیکھیں کہ کیا مسئلہ ہے۔ وہ لوگ آئے اور کچن کی light کاٹ دی اور کہا کہ ہم صبح آئیں گے اور ٹھیک کر دیں گے۔ میرے خیال میں اب ایک ڈیڑھ مہینہ ہونے کو ہے لیکن وہ نہیں آئے۔ اب تو میرے bed room کی چھت میں سے بھی پانی ٹپکتا رہتا ہے۔ اب تو یہ نوبت آگئی ہے۔

جناب چیئرمین: ڈپٹی چیئرمین صاحب آپ کمیٹی کی میٹنگ فوراً اگلے ہفتے call کر لیں۔

سینیٹر جان محمد خان جمالی: ان کا genuine problem ہے، ان کو basement میں رہائش دی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ چیئرمین CDA کو بلائیں، Ministry of Finance والوں کو بھی بلائیں اگر funds کا کوئی مسئلہ ہے تو funds release کروائیں۔ کرنل صاحب آپ بھی ذرا اس میں کچھ interest لیں۔

سینیٹر جان محمد خان جمالی: ہماری ایک sub Committee جو لاجز میں بنائی ہوئی ہے اس کو بلاتے ہیں۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: جناب چیئرمین! آپ میرا lodge بدلوادیں، میں اس میں نہیں رہ سکتی۔

سینیٹر جان محمد خان جمالی: جناب چیئرمین! ہمارے سینیٹرز Haiti والی position پر ہیں۔MNA سب کچھ پہلے لے گئے ہیں۔ The crumbs were left to the Senators. ثریا امیر الدین صاحبہ کی بدبختی کہ ان کو basement مل گئی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ان چیزوں کو دیکھیں۔ جی مشاہد اللہ صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: جناب چیئرمین! Parliament Lodges کے جتنے بھی مسائل ہیں ان کے بارے میں میری ایک تجویز ہے، ایک تو آپ officially اس کو دیکھ رہے ہیں، ٹھیک ہے لیکن CDA میں تین آدمیوں کی چلتی ہے، جن میں نیئر بخاری صاحب ہیں، ڈاکٹر بابر اعوان ہیں اور ایک میں نے سنا ہے کہ فیصل بٹ ہیں۔ ان کی مرضی کے بغیر وہاں پر کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ اگر کسی کا کوئی کام ہوگا تو انہی کی وجہ سے ہوگا اور اگر نہیں ہوگا تو یہ نہیں ہونے دیتے۔ اگر یہ لوگ اس معاملے میں کچھ مدد کریں، کیونکہ ڈپٹی چیئرمین صاحب انشاءاللہ آئندہ بھی آپ کو یہی report دیں گے لیکن اصل کھیل ان تین آدمیوں کے ہاتھ میں ہے۔ آپ ان سے کہیں کہ یہ سارے کام کروادیں۔

جناب چیئرمین: میں نے تو نیئر بخاری صاحب سے درخواست کی ہے ۔ اچھا کسی اور کا point of order ہے۔ جی لشکری صاحب! آپ کا ایک point of order ہو گیا ہے، only one a day please.

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: جناب والا! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیں کریں۔

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: جناب چیئرمین! پچھلے سال اسی حج سیزن میں 468 حجاج جن کا تعلق بلوچستان سے تھا انہوں نے 16 مختلف کمپنیوں کے ذریعے سے apply کیا تھا۔ جس طریقے سے بلوچستان کے ساتھ رویہ روا رکھا جاتا ہے، PIA and Ministry of Religious Affairs کا رویہ بھی اس معاملے میں اسی طرح کا ہے، مثلاً 468 حجاج کو بتایا گیا کہ آپ کی direct flight from Quetta scheduled تھی وہ نہیں ہے۔ ان لوگوں کو احرام میں بسوں، گاڑیوں اور ٹیکسیوں میں بارہ گھنٹوں کا سفر کرا کر کراچی لے جایا گیا اور بعد میں ان کو بھیجا گیا۔ وہ اپنے خرچے پر آئے اور گئے جس پر ان کا تقریباً سترہ ہزار روپے تک کا خرچہ ہوا۔ میں نے 14-01-2010 کو ایک Call Attention Notice جمع کرایا تھا مگر مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ایک ہفتہ گزرنے کے بعد بھی ہم ظل سبحانی کو طلب نہیں کر سکے۔ جناب والا! میری یہ درخواست ہے کہ ہمارے حاجیوں کو Ministry of Religious Affairs نے بہت تکلیف دی اور پھر حج سے پہلے یہاں پر مختلف issues پر بات ہوئی۔ وزیر صاحب نے یقین دہانی کرائی تھی مگر پھر وہ اس کے بعد نظر ہی نہیں آئے۔ میری یہ درخواست ہے کہ اس معاملے کو بلوچستان کے لوگ دیکھتے ہیں، وہ پوچھتے ہیں کہ ہمارے 468 حجاج کو دربدر کر کے، کوئٹہ سے بلا کر کراچی اور لاہور سے ان کو بھیجا گیا۔ آپ وزیر مذہبی امور کو طلب کریں اور اس مسئلے کو حل کرائیں۔

جناب چیئرمین: جی مولانا غفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرا بھی point of order تقریباً اسی طرح کا ہے۔ ہمارے علاقے خضدار سے کچھ لوگوں نے ایک ایجنٹ کو approach کیا اور انہوں نے اس کے پاس دو دو لاکھ روپے بھی جمع کروائے۔ ان کے ویزے بھی لگے مگر ویزے لگنے کے بعد وہ ایجنٹ غائب ہو گیا۔ ان لوگوں نے بہت ہمت کی، لوگوں سے قرض وغیرہ لے کر جیسے تیسے کر کے

انہوں نے ٹکٹ لیے اور جب مدینہ طیبہ ائرپورٹ پر پہنچے تو وہاں کے مکتب کے جو لوگ ہوتے ہیں انہوں نے ان کو پکڑلیا کہ معلم کے پیسے اس ایجنٹ نے نہیں دیے ، تو تقریباً گیارہ سو ریال ان لوگوں سے اس مد میں لئے گئے۔ جب وہ ائرپورٹ سے نکل کر مدینہ طیبہ پہنچے تو ان کے لیے رہائش کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ وہ چودہ افراد ہیں، ان کی فائل میرے پاس موجود ہے۔ میں اس انتظار میں تھا کہ کبھی وزیرصاحب یہاں پر تشریف لائیں گے تو یہ معاملہ میں عرض کر دوں گا۔ اس ایجنٹ کا باقاعدہ حج گروپ ہے۔ اس طرح کے بہت سے دھندے ہو رہے ہیں۔Private tour operators کچھ ایسے ہیں کہ پیسے بٹورتے ہیں ۔ جیسے حاجی صاحب نے بتایا ان میں سے بہت سارے لوگ بذریعہ ٹرین یا by road لاہور بھی پہنچے۔ یہ انتہائی افسوس ناک امر ہے۔آپ وزیر صاحب کو بلائیں تاکہ ان کے سامنے یہ ساری باتیں ہوں اور پھر ایسے لوگ جو حج کے نام پر اس طرح کا دھندہ کرتے ہیں، کم از کم ان کا احتساب ہونا چاہیے اور لوگوں کے جو پیسے انہوں نے ہڑپ کیے ہیں وہ پیسے لوگوں کو واپس دلائے جائیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جی بلور صاحب! آپ نہیں بولنا چاہتے، جی مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرا point of order regarding intercity bus and wagons جو چلتی ہیں، recently انہوں نے دس روپے سے لے کر تیس روپے depending on the distance between inter-towns جس شہر کو یہ cover کرتے ہیں اپنے کرائے بڑھا دیے ہیں۔ ان کا بہانہ یہ ہے کہ CNG prices up ہو گئی ہیں، petrol prices up ہو گئی ہیں۔ یہ لوگ ایسا کرتے رہتے ہیں۔ جب بھی پٹرول یا CNG کی کمی واقع ہو جاتی ہے یا قیمت زیادہ ہو جاتی ہے تو جو ہمارے ملک کے middle class and lower middle class لوگ ہیں وہ اس form of transport کو استعمال کرتے ہیں، وہ اس price increase سے suffer ہوتے ہیں۔ مہنگائی بھی ہو رہی ہے، ہر طرح کے مسائل ہیں، آٹا بھی نہیں مل رہا، چینی بھی نہیں مل رہی، اس کے ساتھ ساتھ بجلی بھی نہیں ہے، law and order situation bad ہے۔ یہ تمام مسائل جو ہمارے عوام پر آرہے ہیں ان مسائل سے ان پر burden بڑھ رہا ہے، جو ہماری concerned ministry ہے، Regional Transport Authority والے اور پولیس ان سب نے اپنی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور یہ transporters public کو tease کر رہے ہیں۔ اس پر میں چاہوں گا کہ government, police and transporter

authorities تھوڑی سی توجہ دیں اور یہ لوگ جو لوٹ رہے ہیں غریبوں کو ان سے بچایا جائے۔ Thank you.

جناب چیئرمین: پرویز رشید صاحب! آپ کا point of order ہے؟

سینیٹر پرویز رشید: سینیٹر صاحب نے تین لوگوں کا نام لیا تھا، بابر اعوان اور نیر بخاری صاحب کا۔ ان دونوں کو ہم جانتے ہیں۔ تیسرے جن صاحب کا نام لیا گیا ہے وہ State Actor ہیں یا non-State Actor ہیں تو میں چاہتا تھا کہ اس کی ذرا تھوڑی سی وضاحت کر دیں تا کہ کبھی ہم بھی ان کا دیدار کر لیں۔

Mr. Chairman: One who is not present, let's not discuss him.

جی میڈم کلثوم صاحبہ، اس کے بعد شیرانی صاحب۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب کہ آپ نے مجھے دوبارہ بولنے کا موقع دیا۔ میں آپ کی patience دیکھ رہی ہوں۔ Sir میں حاجی لشکری رئیسانی صاحب اور مولانا صاحب کی بات کو ہی second کروں گی۔ الحمدللہ اس دفعہ مجھے حج کی سعادت نصیب ہوئی مگر آپ یقین جانیں کہ جتنی تکالیف میں یہ حج کیا ہے اور اٹھارہ گھنٹے مسلسل سفر کیا جدہ سے لے کر مکہ تک، اٹھارہ گھنٹے اس کے بعد جو ہمیں جگہ ملی وہ ایسی ملی کہ بیٹی اگر ایک کمرے میں تھی تو مجھے اس سے ایک میل دور کسی اور جگہ کرائے کی عمارت ملی۔ میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ یہ ایک ایسی سعادت ہے کہ انسان اپنے تمام دنیا کے کام چھوڑ کر وہاں صرف خدا کی رضا کے لیے جاتا ہے۔ اتنا پیسہ خرچ کرنے کے باوجود بھی ہمیں ایک بنیادی سہولت نہ ملے تو پھر میرا خیال ہے کہ مذہبی امور کی Ministry کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جیسے ابھی آپ کہہ رہے ہیں کہ معاملہ کمیٹیوں میں جاتا ہے، بہت خرچہ ہے مگر اگر آپ ہاؤس میں انہیں بلالیں یا کوئی ایسی discussion کر لیں اور جناب پی آئی اے نے ظلم یہ کیا کہ ایک لاکھ روپیہ وصول کر کے ایسے سوٹ کیس جن میں میرا خیال ہے یہاں سے پنڈی تک نہیں جاسکتے اور ساتھ ایک ایک گھڑی اور ان کی جب کہ ضرورت نہیں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ کوئی ڈھائی ہزار کے قریب وہ سوٹ کیس ابھی تک dump ہیں، استعمال ہی نہیں ہوئے۔ کیا ہم بجائے لوگوں کو relief دینے کے صرف تکلیف دینے

کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے اس نیک کار کے لیے اللہ تعالیٰ آپ کے اجر میں بھی اور اضافہ کرے گا۔ آپ صرف یہ دیکھ لیں، کمیٹی میں بھیج کر یا جو فیصلہ آپ کر دیں ہمیں منظور ہے۔

جناب چیئرمین: جی شیرانی صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو ہم نے زمین میں کسی قسم کا تسلط یا اقتدار دیا تو اس کا جو سب سے پہلا عمل ہو گا وہ اقامت صلاۃ ہو گا یا وہ نماز قائم کرے گا۔ قومی اسمبلی میں جو تجربہ ہوا ہے کہ ہر نماز کی اذان کی آواز بھی آتی ہے اور اس کے لیے وقفہ بھی کیا جاتا ہے۔ اللہ نے آپ کو اس ہاؤس کا پورا اختیار دیا ہے۔ اگر اللہ کی ہدایت کے اس فرمان کے مطابق آپ بھی اپنی حیثیت کو اس کے لیے استعمال فرمائیں کہ اذان کی آواز آنے دیں اور اس کے لیے پانچ دس منٹ کا وقفہ بھی کیا کریں۔ جو لوگ نماز پڑھنے والے ہیں وہ تو چلے جائیں گے جو نہیں پڑھنے والے ہیں وہ چائے پی لیں گے۔ اس طرح دونوں کا کام چل جائے گا۔ یہی میری گزارش ہے اگر آپ مہربانی فرمائیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک، میرا خیال ہے اب points of order ختم ہو گئے ہیں۔ Minister Sahiba آ گئی ہیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب یہ Point of Order ہے regarding یہ جو بے چارے UBL کے staff کو جبری نکالا گیا تھا آج سے دس گیارہ سال پہلے 1998 and 1999 میں، اب وہ جب بھی جاتے ہیں اپنی نوکری ڈھونڈنے تو کہتے ہیں کہ آپ Re-instatement Ordinance کے Under نہیں آتے۔ جب بھی جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ Tribunal کے پاس جاؤ یا سپریم کورٹ میں جاؤ۔ وہ ہر جگہ سے ہو آئے ہیں۔ وہ لوگ دس بارہ سال سے گھوم رہے ہیں اور ابھی تک ان کو re-instate نہیں کیا گیا۔ میں آپ کی attention ان کی miserable plight کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ وہ سب پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ بنک میں ملازم تھے، زبردستی نکالے گئے اور روزی ایسی چیز ہے جس پر توجہ دینی چاہیے کیونکہ وہ ایک آدمی کا معاملہ نہیں ہوتا بلکہ پورے خاندان کا مسئلہ ہوتا ہے اور ایک آدمی کو جب روزی مل جاتی ہے اور جب اس کو وہاں سے نکالا جائے تو جو تکلیف اس خاندان پہ گزرتی ہے یا چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ گزرتی ہے یا اس شخص کے ساتھ گزرتی ہے وہ تو اسی کو پتا ہو گا۔ بھوک کا اس ہی کو پتا ہوتا ہے جس نے کبھی بھوک دیکھی ہو۔

میں اسی لیے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ان بے چاروں کو بھی re-instate کیا جائے۔ جیسے کہ کوشش کر رہے ہیں اور اس ہاؤس کا اس میں بہت ہاتھ ہے، اس Ordinance کے تحت ہم لوگوں نے کافی لوگوں کو re-instate کروا لیا ہے مگر یہ اگر Ordinance میں نہیں آتے لیکن پھر بھی جو بھی honourable Minister for Industries ہیں یا Minister for Finance ہیں وہ اس میں ہماری مدد کریں اور ان بے چارے یو بی ایل ملازمین کو بھی re-instate کیا جائے۔ Thank you sir.

جناب چیئرمین: جی مشاہد اللہ صاحب۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب! آج اخبار میں ایک خبر چھپی ہے کہ پاکستان کے آٹھ دس ادارے جن میں پی آئی اے، سٹیل مل ہے، سوئی سدرن اور فلاں، فلاں، فلاں۔ ان کی تنظیم نو کے لیے اور ان میں mis-management کو دیکھنے کے لیے کمیٹی بنی ہے جس کے چیئرمین ہمارے وزیر خزانہ شوکت ترین صاحب ہیں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج آپ نے ٹی وی پر دیکھا ہوگا کہ معین آفتاب کو جب وہاں پر پیش کیا گیا تو اس کی wife رو رہی تھی کہ جی اس کو تین دفعہ heart attack ہوا ہے اور اس نے کوئی corruption نہیں کی ہے اور اس طرح کی باتیں۔ اب جب end ہوتا ہے تو ایسی باتیں، مجھے بھی افسوس ہو رہا تھا کہ ایک آدمی جس نے کچھ کیا ہے یا نہیں کیا ہے یہ تو بعد میں پتا چلے گا لیکن مجھے پی آئی اے کا پتا ہے کہ وہاں پر جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس پر بہت دفعہ بات ہوئی ہے لیکن کوئی action نہیں لیا گیا ہے۔ یہ جو آج کمیٹی بنی ہے یہ بھی میرے لحاظ سے کوئی action وغیرہ نہیں ہے بلکہ یہ بھی اس کی تنظیم نو کے لیے ایک سال لگا دے گی اور ان کے Board of Directors change ہوں گے یا نہیں ہوں گے اور ہو سکتا ہے Board of Directors کی جگہ اسی طرح کے کوئی دوسرے لوگ آجائیں یا تنظیم نو بھی اسی طرح کی ہی ہو گی۔ میں آپ کو بتانا یہ چاہتا ہوں کہ پی آئی اے میں یہ ہو رہا ہے کہ وہاں پر پائلٹ پورے پی آئی اے کو چلا رہے ہیں۔ ایم ڈی پائلٹ ہے۔ بہت سارے directors ان کے پائلٹ ہیں اور خاص طور پر جو اچھے اچھے محکمے ہیں ان کے directors pilot ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پائلٹ کی as such نہ تو کوئی ایسی تعلیم ہوتی ہے بلکہ وہ میٹرک یا ایف اے پاس زیادہ سے زیادہ ہوتے ہیں، نہ ان کا کوئی administration کا experience ہوتا ہے۔ انہوں نے سب کو لگا دیا ہے۔ ایک ایم ڈی کو لگایا انہوں نے سارے بندے

رگڑ دیئے اور اپنے بندے لگا دیئے۔ یہ سارا کچھ کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنی flights بھی کرتے ہیں بشمول ایم ڈی کے۔ اب لوٹ مار کا انداز دیکھیں ، ایک ایم ڈی کی تھوڑی تنخواہ ہوتی ہے لیکن ایک تو اس کو mandatory hours 70 ملتے ہیں جو fifty سے seventy کیے ہیں انہوں نے پچھلے دنوں اور اس کے باوجود بھی خود ایم ڈی جب فلائیٹ لے کر جائے گا دو چار پانچ دن کے لیے کہیں پر تو پیچھے کون کام کرے گا؟ اسی طرح ان کے دیگر directors بھی سارے اپنا license بچانے کے لیے اور اپنے allowances بنانے کے لیے flights کرتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں جناب! کہ جب یہ سارے معین آفتاب کی طرح وہاں پر courts میں پیش ہوں گے تو تبھی ہوش آئے گا یا ان کی بیویاں رو رہی ہوں گی۔ اتنی corruption ہوئی ہے اور آج بھی ہو رہی ہے۔ آپ دیکھیں کہ جس طریقے سے وہاں پر promotion ہوتی ہے، میں ایسے کئی cases جانتا ہوں ، by name جانتا ہوں کہ وہ بندہ انتہائی جونیئر تھا۔ آج اپنے سینیئر ترین لوگوں کے بھی اوپر بیٹھا ہوا ہے۔ کوئی یو کے میں ہے، کوئی برمنگھم میں ہے، کوئی مانچسٹر میں ہے اور ان کو special allowances بھی دیئے گئے ہیں۔ اسی طریقے سے بے پناہ گڑ بڑ ہوئی ہے۔ store department میں کوئی بھی tender چاہے وہ دو لاکھ کا ہو یا دو کروڑ کا ہو یا بیس کروڑ کا ہو بغیر پیسے لیے نہیں ہوتا۔ یہ بات میرے نوٹس میں ہے۔

میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اتنی باتیں ہوتی ہیں ان پر کوئی action بھی تو ہونا چاہیے۔ لوگ لفٹ ہی نہیں کراتے بلکہ وہ کہتے ہیں جی کہ دیکھا جائے گا، یہ کیا کر لیں گے ہمارا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پی آئی اے ایک اہم ادارہ ہے، اس پر خصوصی توجہ دیں۔

جب تک آپ یہاں کی management change نہیں کریں گے اس میں اصلاح نہیں ہو گی۔ وہاں پر professional کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ کوئی پی آئی اے میں کام کر رہا ہے تو وہ professional ہے یا کوئی کپتان ہے تو وہ professional ہے۔ Professional کا مطلب ہوتا ہے کہ کوئی corporate sector کا آدمی ہو جس کو administration کا بھی تجربہ ہو اور وہ بڑا پڑھا لکھا ہو اور تجربہ کار ہو، اس طرح کے لوگوں کو لگائیں اور یہ اپنا بندہ اور یہ سارے جو پی آئی اے میں directors جو کپتان لگائے ہوئے ہیں، جو لوگوں کے ساتھ زیادتیاں کرتے ہیں ، 80 ارب روپے کا نقصان پہنچا چکے ہیں، کس بات کا انتظار ہو رہا ہے، کتنے سو ارب روپے کا نقصان پہنچائیں گے تو ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔ پھر اسی طریقے سے عام مزدوروں کے خلاف وہاں پر جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں، ان کی تنخواہیں نہیں بڑھاتے بعض جگہ اتنی کم تنخواہیں ہیں کہ آپ حیران ہو جائیں گے اور بعض جگہ چھ،

چھ، سات، سات لاکھ روپے تنخواہیں ہیں۔ ان ساری چیزوں کو ٹھیک کرنے کے لیے وہاں پر کوئی ایسی management لگائیں جو پاکستان کا سوچے جو professional ہوں، جو کام کو سمجھتے ہوں، جن میں انصاف کرنے کی ہمت ہو۔ جب تک آپ یہ نہیں کریں گے یہ ادارے کافی حد تک برباد ہو چکے ہیں اور یہ مزید برباد ہو جائیں گے۔ ابھی تک کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ بڑے بڑے لوگ وہاں پر لکھ کر بھیجتے ہیں، اس حکومت کا بھی میں نام نہیں لینا چاہتا، بہت بڑے بڑے عہدے دار کیونکہ ان کا ایک خصوصی تعلق ہے تو وہ بڑوں بڑوں کو درخوراعتنا بھی نہیں سمجھتے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارا کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ جناب والا! ذرا اس پر غور فرمائیں۔ آپ ان ساری چیزوں کو سمجھتے ہیں۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ پی آئی اے بالکل ڈوب جائے گا۔ اللہ نہ کرے لیکن ۸۰ ارب روپے کا نقصان پی آئی اے کو پہلی دفعہ ہوا ہے۔ اس سے پہلے کبھی ۲۰ ارب روپے کا بھی نہیں ہوا تھا اور یہ بڑی تیزی سے بڑھے گا اس لیے کہ جو لوگ اس وقت پی آئی اے کے حاکم ہیں انہیں کچھ پتا ہی نہیں ہے۔ صرف یہ ہے کہ وہ ڈنگ ٹپاؤ ہیں، منہ نیچے کیا کھائی جاؤ، کھائی جاؤ، ادھر ادھر دیکھو ہی نہیں تو کب تک اس ادارے کو اس طرح سے کھایا جائے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، مسز سیمیں صدیقی۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب چیئرمین! میرا ایک چھوٹا سا point of order ہے کہ ہمارے سینیٹ کے ملازمین جن کا تعلق گریڈ ایک سے سولہ تک ہے Finance Committee نے ان کا honorarium منظور کر لیا ہے لیکن ان بیچاروں کو ابھی تک وہ honorarium نہیں ملا۔ آپ سے گزارش ہے کہ انہیں honorarium دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین: انہیں honorarium دے دیا ہے۔ سیکریٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ دے دیا ہے۔ .Thank you زاہد صاحب، آخری .point of order

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ مشاہد اللہ صاحب نے جو پی آئی اے کا ذکر کیا ہے یہ بالکل صحیح ہے۔ میں اپنا واقعہ بیان کرتا ہوں کہ میں اور بخاری صاحب ۲۲ نومبر کو جب NATO conference attend کر کے واپس آ رہے تھے، ہم بزنس کلاس میں بیٹھے تو وہاں پر 35 seats تھیں اور وہ پوری کی پوری full تھیں۔ میں نے پوچھا کہ اگر اس قدر نشستیں پر ہیں تو خسارہ کیوں ہو رہا ہے تو پتا چلا کہ وہاں جو station manager ہے اس نے اپنے لوگوں کو upgrade کیا ہے جس

طرح کہ سفارشی لوگ گئے اور ان کو upgrade کیا۔ وہاں پر جو luggage تھا وہ بھی بہت زیادہ تھا اور جب میں یہاں آیا تو اس پر میں نے question بھی جمع کرایا تھا۔ میرا وہ question lapse ہوا اور جب وہ سوال میں نے یہاں جمع کرایا تھا تو دو مہینے کے بعد اس کا جواب یہ آیا کہ ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا سوال میں نے ان سے یہ پوچھا تھا کہ کتنے لوگوں کے پاس business tickets تھے جن کے پاس نہیں تھے اور آپ نے upgrade کیے ان کے بارے میں بتا دیں لیکن چونکہ ان کے پاس جواب ہی نہیں تھا اس لیے ان کی طرف سے کہا گیا کہ ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا تو یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ان سٹیشنوں پر جہاں زیادہ رش ہے جو ہمارے پاکستانی وہاں رہتے ہیں اور وہاں سے fly کرتے ہیں ان میں ایسے لوگوں کو لگایا گیا ہے کہ وہاں پر کرپشن کے اڈے بنے ہوئے ہیں اور سارے کرپشن میں ملوث ہیں۔ اس وقت بھی میں نے عرض کیا تھا کہ میرا سوال کمیٹی کو refer کیا جائے لیکن اس دن آپ نہیں تھے اور وہ سوال lapse ہو گیا۔ لہٰذا جناب والا! ہماری Defence Committee کو اس چیز کی چھان بین کرنی چاہیے کہ جو لوگ خاص طور پر برمنگھم، مانچسٹر اور ہیتھرو ہوائی اڈوں پر ہیں کیونکہ وہاں ہماری پاکستانی community زیادہ رہتی ہے اور پی آئی اے ان کا load لے کر جاتی اور آتی ہے، اسی طرح دوبئی اور سعودیہ میں بھی ہے تو یہ چیک کیا جائے کہ یہ لوگ کتنے عرصے سے وہاں ہیں، کتنی ان کی تنخواہ ہے، ان کی کیا مراعات ہیں اور کیا وہ کرپشن میں ملوث ہیں۔ وہ کرپشن میں ملوث ہیں یا نہیں۔ اگر کرپشن ہوتی رہی تو پی آئی اے کا خسارہ بڑھتا رہے گا اور وہ ڈوبتی جائے گی۔

Mr. Chairman: Thank you. The House stands adjourned to meet again on Friday the 22nd January, 2010 at 10.30 a.m. Thank you.

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 22nd of January 2010 at 10.30 a.m.]